حَسْبُنَا كِتٰبُ اللہ

حلال گوشت

تحریر: رانا محمد عاشق

مکان نمبر 759 آئی ٹین ٹو اسلام آباد

مندرجات

عنوان

صفحہ نمبر

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

پیش لفظ

قرآن کی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ہر دور کے مطابق ہدایت موجود ہے اسی لئے یہ اپنے اندر جامد(Stagnant) خیالات کی بجائے ایک متحرک(Dynamic)ہدایت رکھتا ہے جس کو ہر دور کا اہل علم بخوبی سمجھ سکتا ہے۔اس سلسلے میں ہر دور کے ماہرین طبعیات وحیاتیات ،کیمیادان، ریاضی دان، فلاسفرز، نفسیات دان اور عمرانی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی اور دوسرے علوم کے ماہر قرآن پاک سے استفادہ کرنے کے زیادہ اہل ہیں۔ علم بھی روز بروز پھیل رہا ہے اور ہمارے تمدنی، اقتصادی، اخلاقی، سیاسی اور سماجی معاملات بھی دن بدن وسعت اختیار کرتے جارہے ہیں۔ ان میں بجائے جمود(Stagnation)کے تحرک (Dynamism) کا عنصر پایاجاتاہے۔اسی تحرک کو جدید ماہرین علوم زیادہ بہتر طریقے سے قائم رکھ سکتے ہیں۔

لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم تمام دینی اور دنیاوی معاملات کی کلیتہً ذمہ داری مولوی صاحب یاامام مسجد پر ڈال دیتے ہیں۔ان میں سے اکثر حضرات کا علم موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہوتا اس لئے وہ بذات خود قرآن سے استخراج کرنے کی اہلیت ہی سے محروم ہوتے ہیں۔اور جن میں یہ استعداد اور اہلیت ہوتی بھی ہے وہ روایت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک پہلے سے موجود ڈگر سے ادھر ادھر ہونے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔

حلال گوشت کے سلسلہ میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ حلال اور حرام کا فیصلہ قرآن خود کرتا ہے۔نہ وہ اس سلسلہ میں فیصلہ انسانی فطرت پر چھوڑتا ہے اور نہ کسی اور کو وہ یہ اختیار دیتا ہے کہ حلال اور حرام کے بارے میں فیصلہ کرے۔اس سلسلے میں وہ چند اصول دیتا ہے جن کو استعمال کرکے بڑی آسانی سے ہم اس بات کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حلال جانور کون کون سے ہیں اور حرام جانور کون کون سے۔اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی ایک ماہر حیاتیات بہتر طور پر کر سکتا ہے۔زیر نظر تحریر میں موجودہ حیاتیاتی علم کی روشنی میں قرآنی آیات سے استخراج کیا گیا ہے۔تاہم قرآنی آیات کی تشریح اور ان سے استخراج اور ان کو تحریر کرنے میں کوئی غلطی سرزد ہو سکتی ہے، کیونکہ انسان بہرحال غلطی کا پتلا ہے۔ لیکن اپنی طرف سے اس معاملے میں نہایت غیر جانبداری اور خلوصِ نیت سے کام لیا گیا ہے اور آیات کو تحریر کرنے میں غایت درجے کی احتیاط برتی گئی ہے ،تاہم پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے درگزر کی امید ہے۔یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد امین صاحب کا شکریہ ادا کیا جائے جن کی آرا اور کوششوں سے مسودہ کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔

خلاصہ حلال گوشت

اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو کھانے کے لئے حلال و حرام کرنے کے فیصلہ کا اختیار اپنے پاس رکھا ہے۔ نہ تو اس نے یہ اختیار اپنے پیغمبر ﷺ کو دیا نہ اس کو انسانی فطرت پر چھوڑا گیا۔ اور نہ یہ اختیار کسی اور شخص کے پاس ہے کہ وہ اللہ کے حلال کردہ جانوروں کو حرام کرے اور حرام کردہ جانوروں کو حلال کرے۔ اللہ نے اس مسئلہ کو بڑے آسان طریقے سے قرآن میں بیان کر دیا ہے، مگر اس کے لئے اللہ نے تدبر کا جو حکم دیا اس پر عمل کرنا پڑے گا۔ اللہ نے اس بارے میں جو اصول بیان کر دیئے ہیں ان کو نیچے بیان کیا جا رہا ہے۔

1۔ چوپایوں میں حلت کا فیصلہ ایک ہی نشانی سے ہو جائے گا۔ جانور اگر جگالی کرتا ہے تو آپ بلا خوف و خطر اس کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ اور اگر وہ اس وقت جگالی نہیں کر رہا تو اس کا منہ کھول کر دیکھ لیں کہ اس کے سامنے والے اوپر کے دانت ہیں کہ نہیں۔ اگر ہوں تو نہ کھائیں اگر نہ ہوں تو کھالیں۔ یہ فیصلہ آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں بغیر کوئی کتاب دیکھے اور بغیر کسی سے پوچھے کر سکتے ہیں۔ جو چوپائے جگالی نہ کریں وہ حرام ہیں۔ مثلاً سور، گدھے، گھوڑے، شیر اور چیتے، سانپ اور دوسرے رینگنے والے جانور سب حرام ہیں۔

2۔ جو پرندے ہمہ خور ہوں (یعنی بیک وقت اناج یا نباتات (Herbivorous/vegetarian) بھی کھاتے ہوں اور کیڑے مکوڑے بھی کھاتے ہوں) اور وہ پوٹا بھی رکھتے ہوں تو ان کو بھی آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں بلا خوف و خطر کھا سکتے ہیں۔ جو شکاری پرندے صرف گوشت خور ہوں یا ہمہ خور ہونے کے باوجود انکا پوٹا نہ ہو تو وہ حرام ہونگے۔

3۔ اگر آپ کسی سمندر کے ساحل پر ہوں تو سمندر میں سے جو مچھلی یا جانور نکلنے کے بعد مر جائے اسے اپنے لئے حلال سمجھو۔ اگر پانی میں سے مرا ہوا جانور برآمد ہو تو اسے مت کھاؤ۔ اگر آبی جانور پانی میں سے نکلنے کے بعد بھی زندہ رہے تو وہ حرام ہے۔

4۔ خشکی کے جانوروں اور پرندوں میں مردار چاہے جس طرح مرا ہو حرام ہے۔

5۔ بغیر اللہ کا نام لئے جو جانور ذبح کیا گیا وہ بھی حرام ہے۔

6۔ حلال کرتے وقت جو خون بہتا ہے وہ کھانا یا پینا بھی حرام ہے۔

7۔ گوشت میں غدود(گلٹی،رسولی،ٹیومر،گھومڑ)،مادہ کی فرج ، نر کا ذکر ،مثانہ،پتہ،حرام مغز اور خصیتین یہ سب حرام ہیں۔ان کو گوشت سے اچھی طرح نکال لیناچاہیے۔

8۔جو جانور کسی استھان یا پیر خانے پر جا کر(اس کے تقدس کی وجہ سے)ذبح کیا گیاوہ بھی حرام ہے۔

9۔جو جانور کسی پیر یا بزرگ کے نام کے ساتھ منسوب کیا جائے وہ بھی حرام ہے۔

10۔مزاروں اور مقبروں پر بانٹا ہوا نذر و نیاز، منت اور چڑھاوے کا کھانا بھی حرام ہے۔ویسے اگر کوئی اللہ کے نام کی خیرات کرے تو حرج نہیں ہے۔ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز،منت اور چڑھاوے کا کھانا اپنے گھر پر پکا کر بانٹنا بھی حرام ہے۔

11۔جوئے کے ذریعے سے بانٹا ہوا گوشت اور دیگر اشیا سب حرام ہونگی۔

12۔احرام باندھ کر شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی حرام ہو گا۔

13۔کم عمر حلال جانور کا گوشت کھانا بھی جائز نہیں۔اس سے پرہیز ہی کرنا چاہیے۔البتہ اس پر حرام کا فتویٰ لگانا درست نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ اسے مکروہ کہا جاسکتا ہے۔

1۔پس منظر

ہمارے ہاں حلال اور حرام جانوروں کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ہر مکتبہ فکر نے اپنے لئے ایک طویل فہرست حلال اور حرام جانوروں کی ترتیب دے رکھی ہیں۔اگرچہ اصولاً ایسی فہرستوں کا ترتیب دیا جانا کوئی بری بات نہیں ہے۔کم از کم ایسی فہرستیں ایک عام آدمی کے لئے حلال اور حرام جاننے کے لئے ایک پہلے سے تیار شدہ حوالے (Ready reference) کا کام ضرور دے سکتی ہیں۔لیکن اگر ہم غور سے دیکھیں تو حلال و حرام کے بارے میں کوئی ایسی جامع فہرست کا تیار کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔دنیا میں لاکھوں کروڑوں جانور پائے جاتے ہیں اور ان کے مختلف زبانوں میں مختلف نام ہیں۔بڑے بڑے ماہرین علوم حیوانیات اور علمائے کرام مل کر بیٹھ بھی جائیں تو شاید وہ ایسی کوئی جامع فہرست تیار نہ کر پائیں جو دنیا میں پائے جانے والے ان تمام جانوروں کو حلال اور حرام کے حوالے سے ان کے ناموں سے ممیز کر سکے۔

دوسری بات ان فہرستوں کے سلسلے میں یہ ہے کہ ہر مکتبہ فکر نے یہ فہرستیں اپنی اپنی فقہ اور اپنی اپنی راویات کی کتابوں کو مد نظر رکھ کر ترتیب دی ہیں۔ کوئی کوئے کو حلال بتاتا ہے تو کوئی حرام، کسی نے کچھوے کو حلال قرار دے رکھا ہے تو کسی نے اس کو حرام کہا ہے۔ کسی نے پالتو گدھے، بجو، بلی، شکار کرنے والے پرندوں کو حلال جانا اور کسی نے ان کو حرام کہا۔ اسی طرح ان فہرستوں میں بہت سارے اختلافات نظر آتے ہیں۔ اب ایک سیدھا سادھا مسلمان کونسی فہرست کا اتباع کرے؟ چلیے آسانی کی خاطر ہم مان لیتے ہیں کہ ایک آدمی ایک فقہ کا اتباع کرتا ہے اور اس فقہ کے مطابق ایک حلال اور حرام جانوروں کی جامع فہرست بھی تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ امریکہ یا دنیا کے کسی دور دراز علاقے کے جنگلوں میں چلا جائے اور وہاں اسے گوشت کھانے کی حاجت پیش آئے تو کیا وہ اس فہرست کو جو کم از کم ہزاروں صفحات پر تو مشتمل ہو گی ساتھ ساتھ اٹھائے پھرے گا؟ اگر وہ فہرست بھی ساتھ لے جائے تو جانوروں کو ان کے مقامی ناموں سے کیسے جانے گا کہ یہ وہی جانور ہے جو اس فہرست میں کسی دوسرے نام سے لکھا گیا ہے۔ اللہ نے اپنے دین کو کتنا آسان بنایا اور ہم نے اس کو کتنا مشکل بنا دیا۔

کچھ حضرات نے ایک نہایت ہی آسان راہ تلاش کر لی وہ قرآن کریم کی صرف چار آیات کو بنیاد بنا کر اور اس بارے میں باقی آیات سے صرف نظر کر کے کہتے ہیں کہ بنیادی طور حرام صرف چار چیزیں ہیں یعنی سؤر کا گوشت، مردار، بہتا ہوا خون اور وہ شے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ ان چار چیزوں یا کیفیتوں کو چھوڑ کر جو دل چاہتا ہے کھالو یا جس کو دل طیب مانے کھالو۔ اسطرح سے تو صرف سؤر ہی حرام ہوا باقی چیزیں یا کیفیتیں تو حلال جانور کی بھی حرام ہوتی ہیں۔ سؤر کا کیا قصور تھا کہ اس کے گوشت کو تو حرام کر دیا گیا باقی سب چیر نے پھاڑنے والے درندے، گھوڑے، گدھے، مردار کھانے والے گدھ اور حشرات الارض جیسے سانپ، چھپکلی تک سب حلال کر دئے گئے۔ انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اللہ نے سؤر کا نام کیوں نہیں لیا سؤر کے گوشت کا نام کیوں لیا جبکہ باقی جن جانوروں کو حلال بتایا ان کے نام لئے جیسے اونٹ، بکری، بھیڑ اور گائے وغیرہ۔ مزید یہ کہ سورہ المائدہ میں جب اللہ تعالیٰ نے صرف بہیمۃ الانعام کو حلال کیا ہے تو جو جانور بہیمۃ الانعام نہیں ہیں وہ کیسے حلال ہو گئے۔ کیا سؤر کے علاوہ تمام جانور بہیمۃ الانعام کی تعریف میں آتے ہیں۔ درندے، پرندے اور حشرات الارض تو کسی بھی لغت کے حساب سے بہیمۃ الانعام تو ایک طرف یہ تو انعام کی تعریف میں بھی نہیں آتے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ سؤر اسی طرح حرام ہے جس طرح باقی حرام جانور حرام ہیں۔ سؤر اور باقی حرام جانوروں کی حرمت کی وجہ ایک ہی ہے جس کا تفصیل سے آگے ذکر کیا جائے گا اور وہ وجہ سب میں مشترک ہے سؤر کو اس میں کوئی امتیازی خصوصیت حاصل نہیں ہے۔

ایک اور طبقہ فکر ایسا ہے جس نے اس معاملے میں فطرت انسانی کو ہی اپنا راہنما سمجھا۔ان کا کہنا ہے کہ طیبات (حلال)اور خبائث (حرام) کی کوئی جامع اور مانع فہرست شریعت میں کبھی پیش نہیں کی گئی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت اس معاملے میں بالعموم اس کی صحیح رہنمائی کرتی ہے اور وہ بغیر کسی تردد کے فیصلہ کر لیتا ہے کہ کیا چیز طیب ہے اور کیا چیز خبیث۔وہ ہمیشہ سے جانتا ہے کہ شیر، ہاتھی، چیل، کوئے، گدھ، سانپ اور بچھو وغیرہ کوئی کھانے کی چیزیں نہیں ہیں۔گدھے اور گھوڑے دستر خوان کی لذت کے لئے نہیں بنائے گئے بلکہ سواری کے لئے بنائے گئے ہیں۔جن جانوروں کے گوشت سے انسان فطرتاً اباح کرتا ہے وہ حلال باقی حرام ہیں۔

اب فطرت انسانی کیا ہے اس کو متعین کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے۔اگر فطرت انسانی کی پیمائش کے لئے ہم اکثریت کا فارمولا استعمال کریں تو دنیا کی اکثریتی آبادی ہمیں سؤر کھاتی اور شراب پیتی ہوئی نظر آئے گی۔اور اگر اس کی پیمائش کے لئے ہم مجموعی انسانی رجحانات کا سہارا لیں جن کو کائناتی سچائیاں(Universal truths) بھی کہا جاتا ہے تو ایک ہی مسئلے پر کہ سب انسان برابر ہیں لوگ ہمیں قومیت پرستی(Nationalism) کا شکار نظر آئیں گے۔پھر یہ کہنا بھی کہ جن جانوروں کے گوشت سے انسان فطرتاً اباح کرتا ہے وہ حلال اور باقی حرام ہیں کتنا عجیب لگتا ہے۔کچھ معاشرے کتے اور بلی کا گوشت کھانے میں بالکل کوئی کراہت محسوس نہیں کرتے اور کچھ چوہوں کو کھانے میں بھی لذت محسوس کرتے ہیں اور ان کو کھانا مباح سمجھتے ہیں۔اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کو تو فطرت پر چھوڑا ہی نہیں گیا۔جمادات، نباتات اور حیوانات فطرت کے اصولوں کے پابند ہیں۔انسان کو چونکہ اختیار اور ارادہ دیا گیا ہے اس لئے وہ فطرت کا پابند نہیں رہ سکتا تھا تبھی تو اس کے لئے قانون اتارا گیا اور اس کو صرف اور صرف احکام الٰہی کا پابند بنایا گیا۔

کچھ لوگوں نے "وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ" (سورہ اعراف:157) کا سہارہ لیکر یہ کہا کہ حلال اور حرام کا اختیار حضرت محمد ﷺ کو دے دیا گیا وہ جس کو چاہیں حلال قرار دے دیں اور جس کو چاہیں حرام قرار دے دیں۔حالانکہ اس آیت مبارکہ سے مراد تو صرف یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام وحی کے ذریعے یعنی قرآن کے ذریعے سے کرتا ہے۔مثلاً سورہ الانعام کی آیت نمبر 145، سورۃ مائدہ کی آیات نمبر 1 اور 3، سورۃ النحل کی آیت نمبر 115 اور سورہ البقرہ کی آیت نمبر 173 میں یہ اختیار اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔دوسری طرف سورہ الانعام کی آیت نمبر 19، سورہ اعراف کی آیت نمبر 3، سورہ ق کی آیت نمبر 45، سورہ المائدہ کی آیات نمبر 48 اور 49 یہ کہتی ہیں کہ جو بھی محمد ﷺ لوگوں تک پہنچاتے ہیں وہ اللہ کا پیغام قرآن ہی تو ہے اور خود بھی وہ اسی پیغام کی پیروی کرتے ہیں۔

ان لوگوں کا دھیان ان آیات کی طرف کیوں نہیں جاتا اور صرف سورہ اعراف کی آیت نمبر 157 کی بنیاد پر کہتے کہ یہ اختیار اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو دے دیا تھا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ تو خود نبی اکرم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ **"یَاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ، تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ"** (سورہ التّحریم: 1)۔ ترجمہ: اے نبی! کیوں حرام کرتے ہو تم وہ چیز جو حلال کی ہے اللہ نے تمہارے لئے۔ (کیا) چاہتے ہو تم (اس طرح) خوشنودی حاصل کرنا اپنی بیویوں کی؟ یہاں تو اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو اپنے لئے حلال کو حرام کرنے سے بھی منع فرما رہے کجا یہ کہ وہ آپ کو دوسروں کے لئے حلال اور حرام کرنے کا اختیار دیں۔ پس حلال اور حرام کرنے کا اختیار اس نے اپنے پاس ہی رکھا ہے۔

2۔ حلال چوپائے

اب ہم مندرجہ بالا تصریحات کے بعد قانون یعنی کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سورہ المائدہ کی پہلی ہی آیت کے ایک جملے نے جانوروں کے حلال و حرام کے بارے میں سارے مسائل کا حل پیش کر دیا اور وہ جملہ ہے **"اُحِلَّتْ لَکُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ"** کا۔ یعنی حلال کئے گئے تمہارے لئے بھیمۃ الانعام سوائے ان کے (بھیمۃ الانعام میں سے ہی) جو بیان کر دئے گئے ہیں یا بیان کر دئے جائیں گے تم سے۔ اس جملے میں کتنی بلاغت اور فصاحت موجود ہے یہ صرف کتاب الٰہی کا ہی اعجاز ہو سکتا ہے۔ بھیمۃ الانعام کے علاوہ سب جانور حرام اور بھیمۃ الانعام میں بھی کچھ استثنا موجود ہیں جو حلال نہیں جن کو یا تو بیان کر دیا گیا ہے یا بیان کر دیا جائے گا۔ اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ بھیمۃ الانعام میں کیا کیا داخل ہے اور **اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ** سے کیا مراد ہے۔ پہلے ہم الانعام کو لیتے ہیں۔

انعام جمع ہے نعم کی جس کا سہ حرفی مادہ ن۔ ع۔ م ہے جسکے لغوی معنی نرم اور آرام دہ کے ہوتے ہیں تو گویا انعام ایسی چیزوں کو کہا جائے گا جو نرم، آرام دہ اور خوشگوار ہوں۔ انعام کے عام معنی مال مویشی کے ہیں، عرب عام طور پر انعام کا لفظ اونٹ، بکری، گائے اور بھیڑ یا دنبہ کے لئے بولتے تھے۔ قرآن پاک نے انعام میں نباتات کھانے اور چرنے والے تمام چوپایوں کو شامل کیا ہے۔ مثلاً

1۔ **"اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ۔۔"** ۔(سورہ یونس: 24) ترجمہ: اس دنیا کی زندگی کی مثال تو ایسے ہے جیسے پانی جو ہم برساتے ہیں آسمان سے، پھر اس کے ساتھ نکل آتا ہے زمین کا سبزہ، جس میں سے کھاتے ہیں انسان بھی اور انعام بھی۔

2۔ "اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ"۔(سورہ السجدہ:27) ترجمہ: کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو بنجر زمین کی طرف بہا کر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے اَنعام اور یہ خود کھاتے ہیں کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے۔

3۔"الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّى۔ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى۔" (سورہ طٰہٰ:53۔54) ۔ترجمہ: وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا' اور اس میں تمہارے (چلنے کے) لیے راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس (پانی) سے نکالے طرح طرح کے نباتات۔یہ کہ کھاؤ تم خود بھی اور چراؤ اپنے اَنعام کو بھی۔یقیناً اس میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

4۔"فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۔ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ، ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ، فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ، وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ، وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ، وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ، وَّ فَاكِهَةً وَّاَبًّا ، مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ" (عبس:24تا32)۔ترجمہ: پھر ذرا دیکھے انسان اپنی خوراک کو، بے شک ہم نے ہی برسایا پانی فراوانی سے، پھر پھاڑا ہم نے زمین کو عجب طریقے سے، پھر اگائے ہم نے اس میں غلے، اور انگور اور ترکاریاں، اور زیتون اور کھجوریں، اور باغات گھنے، اور پھل اور چارے، بطورِ سامانِ زیست تمہارے لئے اور تمہارے اَنعام کے لئے۔

5۔"وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ، اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ، وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ، مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ" (النّٰزعٰت:30تا33)۔ترجمہ: اور زمین کو بعد ازاں ہموار کیا، نکالا اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ، اور پہاڑوں کو (بنایا) اس (زمین) کا لنگر، بطور زیست تمہارے لئے اور تمہارے اَنعام کے لئے۔

آیات مذکورہ میں نباتات اور سبزہ کھانے والے جانوروں کو صراحت سے اَنعام کہا گیا۔اب یہ بات طے ہو گئی کہ سبزہ خور (Herbivorous) یا سبزی خور (Vegetarian) جانوروں کو ہی الانعام کہا جاتا ہے۔الانعام اونٹ، گائے ، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ، ہرن، بارہ سنگا، رینڈیر، زرافہ، ہاتھی، زیبرا، گھوڑا، خچر، گدھا اور نباتات خور سبھی چوپائے حتیٰ کہ سؤر بھی شامل ہیں۔جناب یونس شہید صاحب نے اوپر بیان کردہ آیات میں سے ایک آیت (جس میں وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ کا ذکر ہے) کو لے کر جس کے معنی گھاس چرانے کے علاوہ نگہداشت کرنے کے بھی ہوتے ہیں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انعام میں وہ تمام جانور شامل ہوتے ہیں جن کی نگہداشت کی جاتی ہے مثلاً کتا اور بلی وغیرہ بھی۔ان کے مطابق گویا کتا اور بلی بھی انعام میں شامل ہیں۔یہ بڑی عجیب بات ہے کہ

انہوں نے صرف یہ نگہداشت کرنے والے معنی ہی کیوں لئے جبکہ عربی لغت کے مطابق وَازْعَوْا کے معنی گھاس چرانے کے بھی ہوتے ہیں۔

مزید انہوں نے باقی آیات کو کیوں نظر انداز کر دیا جن میں صریح طور پر انعام کو گھاس کھانے والے جانور کہا گیا ہے۔ مثلاً سورہ یونس میں مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ۔ آتا ہے یعنی کھاتے ہیں اس سے لوگ اور انعام اور اسی طرح سورہ السجدہ میں آتا ہے تَاْکُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ یعنی کھاتے ہیں اس سے ان کے انعام اور وہ خود۔ پس گھاس کھانے والے جانور ہی انعام کہلاتے ہیں اور یہی تعریف سارے عرب میں نزول قرآن کے وقت بھی رائج تھی اور اب بھی عرب ان ہی کو انعام کہتے ہیں۔ اور بالفرض کتا اور بلی کو اگر انعام میں شامل کر بھی لیں تو کیا فرق پڑے گا، تب بھی وہ رہیں گے حرام ہی کیونکہ جیسا کہ ہم آگے دیکھیں گے وہ بہیمۃ الانعام میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے حلال نہیں ہونگے۔

بہیمہ: جمع بہائم کا سہ حرفی مادہ ب ۔ ھ ۔ م ہے جس کے لغوی معنی گونگا (Dumb)، غیر واضح اور مبہم (Ambiguous) ہونے کے ہیں۔ اس لئے ہر وہ چیز جو بات نہ کر سکے یا جس کے بولنے میں ابہام پایا جائے بہیمہ کہلاتی ہے۔ اس لئے کلام نہ کر سکنے کے اعتبار سے بے عقل اور بے زبان جانوروں کو بہائم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بول نہیں سکتے یا ان کی آواز میں ابہام ہوتا ہے۔ ان میں تمام جانور شامل ہوتے ہیں مگر محیط اور راغب نے ان میں درندوں اور پرندوں کو شامل نہیں کیا۔ بھیمہ ایسے چپ چاپ شخص کو بھی کہا جائے گا جو غور و فکر میں غرق ہر چیز سے لاتعلق گونگا بن کر بیٹھا ہو۔ ایسے لفظ ہم اکثر بولتے ہیں جیسا کے "بھئی گونگے بن کر کیوں بیٹھے ہو کچھ بولو بھی سہی"۔

قران نے قربانی کے جانوروں کو بھیمۃ الانعام کہا ہے۔ سورہ الحج کی آیت نمبر 34 میں ہے کہ "وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ" ترجمہ: اور ہر امّت کے لئے مقرر کیا ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ تاکہ لیں وہ نام اللہ کا ان (جانوروں) پر جو دیئے ہیں ہم نے ان کو از قسم بھیمۃ الانعام۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ قربانی کے جانور بھیمۃ الانعام میں سے ہیں۔ قربانی کے جانور بالاتفاق حلال پالتو جانور ہوتے ہیں اور سنت متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اونٹ، گائے، بکری اور دنبہ یا بھیڑ قربانی کے جانور ہیں۔ چونکہ عرب میں عام طور پر یہی حلال جانور پالے جاتے تھے اس لئے ان کی قربانی کا حکم ہوا۔ اگر دنیا کے کسی خطے میں اور کوئی حلال جانور پالا جاتا ہو تو وہ بھی قربانی کے جانوروں میں شامل ہوگا، جیسے بر صغیر پاک و ہند میں بھینس۔ تاہم یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور بہیمۃ الانعام میں شامل ہیں اور مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ کے جملہ سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بہیمۃ

الانعام کی فہرست میں صرف یہی جانور شامل نہیں ہیں بلکہ اور بھی جانور ہیں جو بہیمۃ الانعام میں شامل ہیں۔ دوسرے بہیمۃ الانعام کون کون سے ان کو معلوم کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل آیات پر غور کرتے ہیں۔

سورہ الانعام کی آیت نمبر 142 میں ارشاد ہوتا ہے، "وَمِنَ لْاَنۡعَامِ حَمُوۡلَةً وَّ فَرۡشًا‌ ؕ كُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ ا اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ‌ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ" ترجمہ: اور الانعام میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے (بلند قامت) ہیں اور کچھ پست قامت (جو بوجھ نہیں اٹھا سکتے) ہیں، کھاؤ ان میں سے جو رزق دیا تم کو اللہ نے، اور مت اتباع کرو شیطان کے قدموں کا، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انعام میں بلند قامت بھی ہیں اور پست قامت بھی، بوجھ اٹھانے والے بھی ہیں اور وہ بھی جو بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ بلند قامت میں اونٹ، گھوڑا، خچر، گدھا اور بیل وغیرہ ہیں جن پر یا تو بوجھ لادا جاتا ہے یا وہ بوجھ کو کھینچتے ہیں اور پست قامت میں بکری اور بھیڑ یا دنبہ وغیرہ شامل ہیں جو بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن تمہارے لئے ان کے کھانے کا معیار نہ تو ان کا بلند قامت یا پست قامت ہونا ہے اور نہ ہی یہ کہ کونسا جانور بوجھ اٹھانے کے لئے ہے اور کون سا نہیں۔ اور جیسا کہ آگے آرہا ہے نہ ان کا مذکر اور مونث ہونا ان کے کھانے یا نہ کھانے کا معیار ہے۔ بلکہ ان میں سے کھاؤ جو تمہارے لئے بطور رزق جائز قرار دیا گیا گیا ہے یعنی (سورہ المائدہ کی آیت نمبر 1 کے مطابق) بھیمۃ الانعام میں سے ۔

ان کھانے والے جانوروں کا ذکر قربانی کے سلسلے میں بھی اوپر گذر چکا (لیکن وہاں پر ان کا نام نہیں لیا گیا تھا صرف ہم نے سنت متواترہ سے جانا تھا) اور اب سورہ الانعام کی آیات نمبر 143 اور 144 میں مثال دے کر بتایا جارہا ہے کہ مثلاً وہ یہ یہ جانور ہیں جو بھیمۃ الانعام میں شامل ہیں اور جن کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ "ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ‌ۚ مِنَ الضَّاۡنِ اثۡنَيۡنِ وَمِنَ الۡمَعۡزِ اثۡنَيۡنِ‌ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَيَيۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَيَيۡنِ‌ؕ نَبِّـُٔوۡنِىۡ بِعِلۡمٍ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ" (الانعام: 143) "وَمِنَ الۡاِبِلِ اثۡنَيۡنِ وَمِنَ الۡبَقَرِ اثۡنَيۡنِ‌ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَيَيۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَيَيۡنِ‌ؕ اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ وَصّٰٮكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا‌ۚ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَـرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ "(الانعام: 144)۔ ترجمہ: یہ آٹھ نر اور مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمد ﷺ! ان سے پوچھو کہ اللہ نے ان کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے۔ پوچھو، ان کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی طرف منسوب کرکے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے۔ یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہِ راست نہیں دکھاتا۔ اوپر والی آیات سے یہ بات واضح ہے کہ بہیمۃ الانعام ہی کھانے کے لئے جائز ہیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اوپر بیان کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ صرف ان چیزوں کو حلال کر رہا ہے جن کو کفار نے اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ مثلاً بعض لوگوں نے جانوروں کے نر اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے اور بعض نے ان کی مادہ۔ اس طرح بعض جانور انہوں نے اپنی عورتوں کے لئے حرام کئے ہوئے تھے اور بعض کو اپنے لئے حرام کر رکھا تھا۔ ان حضرات کا خیال ہے کہ یہ آیات انہی حرام جانوروں کو حلال کرنے کے لئے ہیں۔ یہاں تک تو بات درست ہے کہ کچھ ایسے ہی توہمات کفار کے دلوں میں موجود تھے جس کی وجہ سے انہوں نے حلال کو حرام کیا ہوا تھا اور ان آیات کا ایک مقصد ان توہمات کو دور کرنا بھی تھا۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی کہ ان توہمات کو کیسے دور کیا گیا۔ تاہم ان آیات کا مقصد صرف اور صرف توہمات کو دور کرنا ہی نہیں تھا۔ اگر توہمات ہی کو دور کرنا ہوتا تو اس کے لئے ان سب جانوروں کا تفصیل سے بیان کرنا لازمی نہیں تھا۔ یہی بات کافی تھی کہ کہہ دیا جاتا کہ نر اور مادہ تم سب کے لئے حلال ہیں ان کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔ ان بہیمۃ الانعام کا مفصل ذکر خاص کر جب ان کا بیان قربانی کے سلسلہ میں بھی بہیمۃ الانعام کے نام کے ساتھ آتا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان جانوروں کی مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے کہ اس قسم کے جانور تمہارے لئے حلال ہیں۔ صاف ظاہر ہے ایک جامع فہرست تو پیش نہیں کی جا سکتی تھی صرف مثال دے کر ہی سمجھایا جا سکتا تھا۔ باقی جو تدبر کا حکم ہے مثالوں سے انسان خود ہی اخذ کر سکتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر بہیمۃ الانعام میں اوپر دیے گئے جانوروں کے علاوہ اور کون کون سے جانور شامل ہیں۔ یہاں پر یہ یاد رہے کہ الضّان، المعز، الابل اور البقر میں الف لام عہدی مثلی ہے۔ جس میں اثنین کی قرآنی خبر کے مطابق نر اور مادہ دونوں شامل ہیں۔ الف لام عہدی مثلی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ چوپایہ بھیمۃ الانعام میں شامل ہے جو ان آٹھ قسموں میں اس صفت کے لحاظ سے شامل ہو، جو مذکورہ آٹھوں قسموں میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔ اوپر الانعام کی تعریف یہ کی جا چکی ہے کہ گھاس کھانے والے سب چوپائے الانعام میں داخل ہیں۔ گدھا گھوڑا اور خچر الانعام میں تو داخل ہیں مگر حلال نہیں ہیں۔ کیونکہ سورہ المؤمن کی آیت نمبر 79 کے مطابق "اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَنعَامَ لِتَرْکَبُوْا مِنْھَا وَ مِنْھَا تَاْکُلُوْنَ" یعنی تمہارے لئے اللہ نے انعام پیدا کئے جن میں سے بعض سواری کے لئے ہیں اور بعض کھانے کے لئے۔

نیز سورہ النحل کی آیت نمبر 8 میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ "وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَ زِیْنَۃً" یعنی گھوڑے خچر اور گدھے سواری کے لئے ہیں۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ یہ تینوں نوعیں گھوڑے خچر اور گدھے سواری کے لئے حلال ہیں کھانے کے لئے نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے اس آیت میں جانوروں کے فائدے گنوائے گئے ہیں۔ گھوڑا خچر اور گدھا سواری کے کام آتے ہیں لیکن یوں نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ان پر سواری کا نام لے دیا تو اب یہ کھانے کے لئے حرام ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو

سواری کے کام تو اونٹ بھی آتا ہے اس کا نام یہاں پر کیوں نہیں لیا گیا۔ دوسری بات یہ کہ بالاتفاق سنت متواترہ کے مطابق قربانی کے جانور، پالتو حلال جانور ہیں[1] اور اسی وجہ سے بھینس کو بھی قربانی کے جانوروں میں شامل کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ایک پالتو حلال جانور ہے گو عربوں کے ہاں اس کی قربانی نہیں کی جاتی تھی کیونکہ یہ وہاں پالی ہی نہیں جاتی تھی۔ اسلام صرف عربوں کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ یہ تو سارے عالم کے لئے ہے۔ اگر دنیا کے کسی خطے میں کوئی اور حلال جانور بھی پالا جاتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہو گی۔ اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ گھوڑے گدھے اور خچر تو عربوں کے ہاں پالے جاتے تھے۔ اگر یہ حلال جانور تھے تو وہ ان کی قربانی کیوں نہیں کرتے تھے۔ پوری تاریخ اسلام تو کیا پوری تاریخ ابرہیمی میں ایسی کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی نے ان لادو جانوروں کی قربانی کی ہو۔ اونٹ حالانکہ ایک لادو جانور ہے مگر عرب میں زیادہ قربانی اسی کی ہوتی تھی۔ اگر گھوڑا گدھا یا خچر حلال جانور ہوتے تو پالتو ہونے کی وجہ سے انہیں بھی قربانی کے لئے جائز ہونا چاہیے تھا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ یہاں پر ان ہی جانوروں کا نام لیا گیا ہے جو صرف اور صرف سواری کے کام آتے ہیں اور کھانے کے لئے نہیں ہیں۔

کچھ لوگ روایات کا سہارا لے کر یہ بھی کہتے ہیں کہ گھوڑا ویسے تو حلال ہے مگر جنگی مقاصد کے لئے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو ذبح کرنا منع کر دیا گیا تھا۔ جنگ میں تو اونٹ بھی استعمال ہوتے تھے بلکہ ہو سکتا ہے عرب میں کچھ زیادہ ہی استعمال ہوتے ہوں۔ نہ صرف جنگی مقاصد کے لئے بلکہ تجارتی مقاصد کے لئے تو اونٹوں کی اہمیت گھوڑوں سے کہیں زیادہ تھی، لیکن پھر بھی ان کو ذبح کرنے سے منع نہیں کیا گیا اس کی کیا وجہ تھی۔ گھوڑے کو اگر اللہ نے حلال کیا تھا تو آپ ﷺ اسے حرام کیسے کر سکتے تھے۔ ایسی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حرام اور حلال کرنے کا اختیار اللہ تعالٰی نے حضرت محمد ﷺ کو دے دیا تھا۔ اس کا جواب شروع ہی میں دیا جا چکا۔

اوپر والی آیات سے اب تک یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قرآن پاک کی رو سے اونٹ، بھیڑ، بکری اور گائے کھانے کے لئے حلال ہیں اور گھوڑا، گدھا اور خچر وغیرہ سواری کے لئے حلال مگر کھانے کے لئے حرام ہیں۔ پس قرآن پاک کی رو سے بہیمۃ الانعام کا مخصوص امتیازی نشان وہ ہے جو اونٹ، بھیڑ، بکری اور گائے میں مشترکہ طور پر پایا جاتا ہے اور گھوڑے، خچر اور گدھے میں

---

[1] سنت متواترہ کے مطابق قربانی کے جانور پالتو اور حلال جانور ہی ہوتے ہیں۔ گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری عربوں کے ہاں پالتو حلال جانور تھے، اسی لئے وہ ان کی قربانی کرتے تھے۔ بھینس ان کے ہاں پائی ہی نہ جاتی تھی، اگر وہ بھی وہاں پر پائی جاتی تو اس کی قربانی بھی وہ ضرور کرتے۔ جنگلی حلال جانور کھانے کے لئے تو جائز ہیں مگر قربانی کے لئے جائز نہیں ہیں یعنی ان کی قربانی قبول نہیں ہو گی۔ تاہم اگر کسی معاشرے میں کوئی جنگلی حلال جانور جیسے تبتی بیل، ہرن، روج، نیل گائے وغیرہ (جن کے ناموں کی تفصیل آگے آرہی ہے) پالتو کر لیا جائے تو اس کی قربانی بھی اس معاشرے میں جائز ہو جائے گی۔

مشترکہ طور پر نہیں پایا جاتا۔ وہ نشان ہے جگالی [2] کرنے کا عمل (Rumination)۔ جگالی ہی اول الذکر گھاس خور چوپایوں میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے اور موخر الذکر گھاس خور چوپایوں میں قدر مشترک کے طور پر غائب ہے۔ اس طریقہ استخراج سے ہو سکتا ہے کچھ لوگ مطمئن نہ ہوں لیکن آئندہ ہونے والی بحث سے یہی استخراج زیادہ بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جگالی کیا ہے؟ جگالی چارہ کھانے والے جانور کے اس عمل کا نام ہے جس میں چارہ کھانے والے مخصوص جانور اپنے پیٹ میں محفوظ چارے کو اپنے منہ میں لا کر دانتوں سے پیستے رہتے ہیں اور مسلسل منہ میں چارہ پیس پیس کر اُس کی جھاگ بناتے رہتے ہیں دانتوں سے پیسے جانے والے چارے کی جھاگ اور اِس طرح چارہ کو بار بار منہ میں لا کر دانتوں سے پیسنے کے عمل کو جگالی کہا جاتا ہے۔ جگالی کرتے وقت جانور ایسے چپ چاپ اور ہر طرف سے بے نیاز ہو کر سکون کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے جیسے کوئی غور و فکر میں ڈوبا ہوا ہو۔ شاید اسی صفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ایسے جگالی کرنے والے جانوروں (Ruminants) کو بہیمۃ الانعام کہا ہے۔ چارہ کھانے والے سب جانور جگالی نہیں کرتے۔ جگالی کا مشاہدہ کرہ ارض پر رہنے والے تمام گھاس خور جانوروں (Herbivores) میں کریں تو ماہرین حیوانات کے مطابق ایسے گھاس خور جانوروں کی 192 انواع (Species) ایسی ہیں جو جگالی کرتی ہیں۔ ان میں مذکورہ بالا آٹھ پالتو انواع کے علاوہ یاک (Yak) یعنی تبتی بیل، شمالی امریکہ کے قطبی علاقہ میں پایا جانے والا کستوری بیل (Muskox)، بھینس (Buffalo)، ارنا بھینسا (Bison)، عام ہرن (Deer)، چین کا ہرن جس کا قد ایک

---

[2] جگالی کا تصور کوئی نیا تصور نہیں ہے بلکہ تورات میں بھی اسی تصور کو استعمال کیا گیا ہے۔ کتاب الاحبار میں ہے کہ جانوروں میں سے جن جانوروں کے سم پھٹے ہوئے ہوں، چاہے جس قدر بھی پھٹے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں—ان کو تم کھا سکتے ہو" Among the animals, whatever divides the hoof, having cloven hooves and chewing the cud—that you may eat." اور کتاب الاستثنا میں بھی حلال جانور کی یہی نشانیاں بتائی گئی ہیں یعنی کہ وہ جگالی کرتے ہوں اور ان کے سم پھٹے ہوئے ہوں جیسے بکری، بھیڑ اور گائے وغیرہ۔ یہودی اونٹ کو اس لئے حلال نہیں جانتے تھے کہ اس کے سم پھٹے ہوئے نہیں ہوتے حالانکہ وہ جگالی کرتا ہے۔ اس کا ذکر سورہ انعام کی آیت نمبر 146 میں کیا گیا ہے۔ قرآن نے سم پھٹے ہونے کی شرط ختم کر دی جیسا کہ سورہ انعام کی آیت نمبر 144 میں مذکور ہے۔ یہودیوں کو اسی پر اعتراض تھا کہ جب تورات میں مذکور ہے کہ جس کے سم پھٹے ہوئے نہ ہوں وہ حرام ہے تو پھر اونٹ جس کے سم پھٹے ہوئے نہیں ہوتے وہ حلال کیسے ہو گیا؟ عرب بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہونگے اور اسی لئے جگالی کرنے والے جانوروں کو بہیمۃ الانعام کہتے ہونگے۔ شاید اسی لئے قرآن نے حلال جانوروں کے لئے بہیمۃ الانعام کا لفظ استعمال کیا ہے کہ عرب اس لفظ سے واقف تھے۔ تورات کے بیان کی تفصیل آگے خرگوش کے بیان میں آ رہی ہے۔

فٹ سے بھی کم ہوتا ہے، پاڑا یعنی جنوبی افریقہ کا ہرن جو بیل سے مشابہ ہوتا ہے، بارا سنگا(Elk) ، موس ہرن، مرگ، روج، نیل گائے رینڈیر(Reindeer)، لامہ(Llama) یعنی چھوٹے قد کا اونٹ نما جانور، امریکی بھیڑ، زرافہ (Giraffe) گینڈا، پتے کھانے والا بندر(Leaf monkey) اور کنگرو کی کئی اقسام بھی ایسی ہیں جو جگالی کرتی ہیں۔ یہ بات یہاں پر یاد رہے کہ جگالی کرنا جانور کے صحت مند ہونے کی نشانی ہے۔ اگر کوئی جگالی کرنے والا جانور جگالی نہیں کر رہا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جانور بیمار ہے اور اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

جگالی کرنے والے جانوروں میں دو صفات اور مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے سامنے والے اوپر کے جبڑے میں دانت(Front incisors) نہیں ہوتے۔ بلکہ سامنے والے دانتوں کی بجائے ان کا اوپر کا جبڑا ایک سخت پیڈ(Pad) کی مانند ہوتا ہے اور ان کی داڑھوں اور اس پیڈ کے درمیان کافی بڑا شگاف ہوتا ہے۔ ان کے دانتوں کی یہ ترتیب جگالی کرنے والے جانوروں کی گھاس یا ریشہ دار پودوں کی زیادہ مقدار اکٹھا کرنے میں مدد کرتی ہے۔ مثلاً ایک گائے اپنی لمبی، کھردری اور سبک رفتار زبان کو گھاس کے ایک بڑے نوالے کے گرد لپیٹ کر اس کو اپنے منہ میں کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس نوالے کو اپنی داڑھوں اور سامنے والے پیڈ کے درمیان موجود شگاف میں بھر لیتی ہے۔ وہ زمین کے چھ انچ اوپر سے گھاس کو اچک لیتی ہے اور اپنے مذکورہ شگاف میں بھر لیتی ہے۔

جگالی کرنے والے جانوروں (Ruminants) کی دوسری صفت یہ ہوتی ہے کہ ان کا معدہ ایک کی بجائے چار حصوں (Four chambers) پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلا حصہ رومین (Rumen) کہلاتا ہے۔ جگالی کرنے والا جانور پہلے گھاس کو اچھی طرح چباتا نہیں ہے بلکہ اس کو جزوی طور پر تھوڑا سا چبا کر نگل لیتا ہے اور اسے رومین(Rumen) میں لے جا کر جمع کر لیتا ہے۔ اس رومین میں کھربوں جرثومے (Microorganisms) ہوتے ہیں جو اس نیم چبائی ہوئی خوراک کو چھوٹی چھوٹی گولیوں (Cuds) میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جگالی کرنے والا جانور جب اس معدے کو خوراک سے بھر لیتا ہے تو پھر وہ آرام سے ان چھوٹی چھوٹی گولیوں(Cuds) کو رومین(Rumen) سے منہ میں اگل کر آہستہ آہستہ جبا جبا کر اور جھاگ جو اس عمل میں پیدا ہوتی ہے اس کے ساتھ دوبارہ نگل کر باقی کے دو معدوں یا حصوں میں سے گذار کر آخر کار اصل معدے(Stomach) میں لے جاتا ہے۔ دوسرے معدے کو "ریٹیکولم "(Reticulum) اور تیسرے معدے کو "اوماسم "(Omasum) کہتے ہیں۔ اصل معدہ جسے Stomach کہتے ہیں ابوماسم(Abomasum) کہلاتا ہے۔ نیچے دیئے ہوئے ڈائیگرام نمبر 1 میں ان حصوں کی وضاحت کی گئی ہے۔
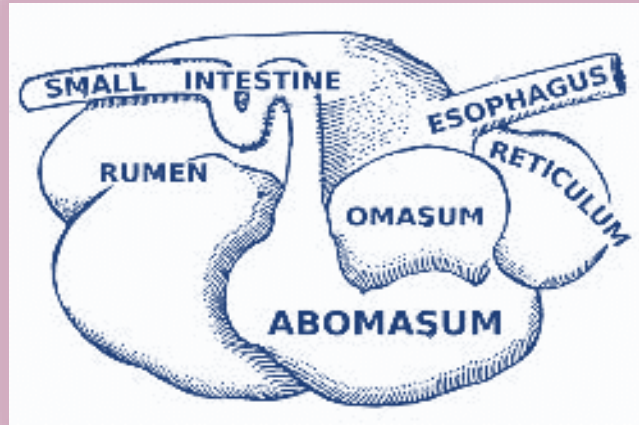
ڈائیگرام نمبر 1۔ جگالی کرنے والے جانوروں کا معدہ

اس طرح جگالی کرنے کے عمل کے ذریعے سے جگالی کرنے والا جانور خوراک سے زیادہ سے زیادہ غذایت (Nutrients) حاصل کرلیتا ہے جس سے اس کے گوشت اور دودھ کی کوالٹی بہتر ہوتی ہے اور اس کے فضلے میں وہ بدبو نہیں ہوتی جو غیر بہیمۃ الانعام جانوروں کے فضلہ میں ہوتی ہے۔ مثلاً گائے بھینس کے گوبر سے تو عورتیں اوپلے بنا کر ان سے روٹیاں بھی پکاتی ہیں لیکن گھوڑے اور گدھے کی لید کے پاس سے آدمی گزر بھی نہیں سکتا۔ گوشت خور جانوروں کے فضلے کی بدبو اور نجاست کے تو کیا کہنے۔ بلی یا کتا جب فضلہ کردے تو اپنے ہی گھر میں نہیں بلکہ پڑوسیوں کے ہاں بھی وہ بدبو چلی جاتی ہے۔ یہی نہیں ان غیر بہیمۃ الانعام جانوروں کے فضلے میں بے شمار بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً گھوڑے اور گدھے کی لید میں جو تشنج (Tetanus) کی بیماری ہوتی ہے اس سے کون واقف نہیں ہے۔ غالباً یہی وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے بہیمۃ الانعام کے صاف ستھرے، طیب اور غذائیت سے بھرپور گوشت کو ہمارے لئے حلال کیا ہے اور غیر بہیمۃ الانعام جانوروں کو ان کے گوشت کی گھٹیا کوالٹی کی بنا پر اور ان کی گندگی کی وجہ سے جو ان کے پیٹوں سے نکلتی ہے اور مختلف بیماریوں کا سبب بنتی ہے ان کے گوشت کو ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے۔

3۔ حرام جانور

بہیمۃ الانعام کے علاوہ (جن کا ذکر اوپر ہو چکا) باقی سب خشکی کے جانور (پرندوں کے علاوہ جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا) حرام ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

1۔درندے (سبوح) یعنی چیرنے پھاڑنے والے جانور، جیسے شیر، چیتا، بگھیاڑ وغیرہ۔ ان جانوروں کی خوراک کا کلیۃً دارومدار گوشت پر ہوتاہے۔ جس کے لئے وہ جانوروں کا شکار کر کے ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ یہ جانور نہ تو گھاس اور سبزہ کھا سکتے ہیں اور نہ ہی اناج وغیرہ۔ یہ کسی بھی صورت میں الانعام کی تعریف میں نہیں آتے۔ جب یہ الانعام ہی نہیں ہیں تو بہیمۃالانعام (جو الانعام کی ہی ایک قسم ہے) نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

2۔ کچھ گوشت خور جانور ایسے بھی ہوتے ہیں جو گوشت خور ہونے کے ساتھ ساتھ اناج بھی کھاتے ہیں یعنی (Omnivore) ۔ جیسے کتا، گیدڑ، لومڑی، بلی وغیرہ۔ یہ بھی الانعام نہیں ہیں لیکن اناج کھانے کی وجہ سے بعض لوگ ان کو الانعام میں شامل کرتے ہیں۔ تاہم ہمارے موضوع کے اعتبار سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اناج کھانے کی وجہ سے اگر ان کو الانعام میں شامل کر بھی لیا جائے تو چونکہ وہ بہیمۃالانعام کے زمرے میں نہیں آتے اس لئے حلال پھر بھی نہیں ہونگے۔

3۔ زمین پر ایسے دوسرے چلنے والے یا رینگنے والے جانور جن کی خوراک نہ تو نباتات ہوتی ہے اور نہ ہی وہ جگالی کرتے ہیں او ران کا معدہ بھی ایک ہی ہوتا ہے جیسے سانپ، بچھو، کچھوا وغیرہ۔ ایسے جانور بھی بہیمۃالانعام نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

4۔ ایسے گھاس کھانے یا چرنے یا اناج کھانے والے چوپائے جن کا ایک ہی معدہ ہوتا ہے۔ ان کے اوپر والے دانت بھی ہوتے ہیں اور وہ جگالی بھی نہیں کرتے۔ اسی بنا پر وہ الانعام میں تو شمار ہوتے ہیں لیکن وہ بہمۃالانعام نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں مثلاً سؤر، گھوڑا، گدھا، خچر زیبرا وغیرہ۔

4- اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

سورہ مائدہ کی آیت نمبر ا میں جو اِلَّا مَا يُتْلٰى کی شرط لگائی تھی وہ ان ہی بہیمۃالانعام کو حصر کرتی ہے۔ یعنی اس شرط کا اطلاق بہیمۃالانعام پر ہی ہوگا کیونکہ باقی جانور تو پہلے ہی حرام ہیں اس لئے ان پر اس شرط کا اطلاق ایک بے معنی سی چیز ہے۔ اس اِلَّا مَا يُتْلٰى میں کیا کیا شامل ہے یہ دیکھنے سے پہلے ان آیات کا مطالعہ ضروری ہے جن پر اس اِلَّا مَا يُتْلٰى کا اطلاق ہوتا ہے۔ سورہ مائدہ کی پہلی ہی آیت میں اِلَّا مَا يُتْلٰى کے فوراً بعد آتا ہے "غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُم حُرُمٌ" یعنی نہ حلال سمجھو شکار کرنے کو جبکہ تم ہو احرام میں۔ پس

احرام میں ہوتے ہوئے شکار حرام ہے۔ ویسے تو احرام میں شکار کسی بھی جانور کا حرام ہے لیکن جب اس آیت کے حوالے سے بات ہو رہی ہو تو ظاہر ہے شکار حلال جانور ہی کا ہو گا۔

تھوڑا سا آگے چل کر قربانی کے شعائر وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد آیت نمبر 3 میں پھر ان تمام چیزوں کا ذکر ہے جن کا تعلق حلال جانوروں کے ساتھ ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو اِلَّا کا مقصود ہیں-ارشاد ہوتا ہے "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ، وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ، ذٰلِكُمْ فِسْقٌ، اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا، فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" (المائدہ:3)۔ ترجمہ: حرام کیا گیا ہے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور کہ پکارا گیا ہو غیر اللہ (کا نام) جس پر اور (جو مرا ہو) گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ لگنے سے اور وہ جسے کھایا ہو درندے نے، مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا اور وہ بھی (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا آستانے پر اور یہ کہ تقسیم کرو تم جوئے کے تیروں سے، یہ سب فسق یعنی نافرمانی ہے۔ آج مایوس ہو چکے کافر تمہارے دین کی طرف سے پس مت ڈرو ان سے اور مجھ سے ہی ڈرو، آج مکمل کر دیا ہے میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین، البتہ جو مجبور ہو جائے بھوک سے (اور کھائے) بغیر رغبتِ گناہ کے تو بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

یہاں پر جتنی بھی چیزوں کا ذکر ہے وہ حلال جانوروں سے متعلق ہی ہیں، مثلاً مردار، خون، وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، اور (جو مرا ہو) گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ لگنے سے اور وہ جسے کھایا ہو درندے نے، اور وہ بھی (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا آستانے پر اور یہ کہ تقسیم کرو تم جوئے کے تیروں سے۔ حرام جانور سے متعلقہ یہ چیزیں اور کیفیات تو ویسے ہی حرام ہیں تو گویا ان کا تعلق حلال جانوروں سے ہی ہے۔ صرف ایک سؤر کا گوشت ہی ہے جس کا حلال جانور سے تعلق نہیں بنتا، اس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔

سورہ البقرہ کی آیت نمبر 173 میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"۔ ترجمہ: اس نے تو بس حرام کیا ہے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز کہ پکارا جائے اس پر (نام) غیر اللہ کا، پھر جو مجبور ہو جائے جبکہ وہ سرکش بھی نہ ہو اور حد سے بڑھنے والا بھی نہ ہو۔ بیشک اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ سورہ النحل کی آیت نمبر 115 میں فرمایا گیا کہ "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"۔ ترجمہ: حقیقت یہ کہ اس نے بس حرام کیا ہے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز کہ پکارا جائے (نام) غیر اللہ کا اس پر، پھر جو مجبور ہو جائے جبکہ وہ سرکش بھی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو بے شک اللہ ہے معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا۔ اسی طرح سورہ انعام کی آیت نمبر 145 میں ارشاد ہوتا ہے کہ "قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"۔ ترجمہ: کہہ دو! نہیں پاتا میں اس وحی میں جو میرے پاس آئی ہے کوئی چیز حرام کسی کھانے والے پر کہ اسے کھائے، سوائے اس کے کہ ہو وہ مردار یا بہتا ہوا خون یا سؤر کا گوشت، اس لئے کہ یقیناً وہ ناپاک ہے یا یہ کہ حکم عدولی کرتے ہوئے پکارا گیا ہو (نام) غیر اللہ کا اس پر، پھر جو کوئی مجبور ہو جائے (ان کے کھانے پر) اس طرح کہ نہ نافرمانی کا ارادہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے تو یقیناً تیرا رب بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں آیات میں ان چار چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر ہے جن کا سورہ المائدہ کی آیت نمبر 3 میں ذکر ہو چکا۔ یعنی مردار، خون، سؤر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ پس ان چار چیزوں کا ذکر اسی اِلَّا مَا يُتْلٰى کا مقصود ہے۔ گو اپنی اپنی جگہ پر ان کے بیان کی وجہ مختلف ہو سکتی ہے جیسے ان توہمات کا رد جو کفار مکہ اور یہودیوں نے حلال جانوروں کے بارے میں قائم کئے ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ نے بحیرہ (ایسا جانور جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا) کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ نر اور مادہ جانوروں اور جانوروں کے رحموں میں بچوں کے بارے میں بھی کچھ توہمات پائے جاتے تھے جن کا ذکر سورہ انعام میں بڑی تفصیل سے کر دیا گیا ہے۔

یہودیوں پر ہر ناخن (کھر) والے جانور کو جس کی انگلیاں پھٹی نہ ہوں جیسے اونٹ، شتر مرغ، بطخ وغیرہ کو حرام کیا گیا تھا۔ نیز گائے اور بکری کی جو چربی پشت یا انتڑیوں پر لگی ہوتی یا ہڈی کے ساتھ ملی نہ ہوتی وہ بھی حرام کر دی گئی تھی جیسے گردہ کی چربی۔ بنی اسرئیل کا دعوی یہ تھا کہ یہ چیزیں ابراہیم اور نوح علیہما السلام کے زمانہ ہی سے حرام چلی آرہی تھیں۔ لیکن سچی بات یہ تھی کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی عہد ابراہیمی میں حرام نہ تھی۔ بلکہ یہودیوں کی نافرمانی اور شرارت کی وجہ سے یہ سب چیزیں عارضی طور پر ان پر حرام ہوئیں تھیں۔ یہودیوں کا اعتراض یہی تھا کہ جب ان پر یہ چیزیں حرام تھیں تو اب یہ حلال کیسے ہو گئیں؟ اسی لئے ان آیات کے اندر یہی فرمایا جا رہا ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیزوں سے کس نے روکا ہے، تم ان کو ضرور کھاؤ مگر ان کی یہ یہ چیزیں حرام ہیں یعنی مردار، خون، سؤر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بس یہی چیزیں حرام ہیں اور ان

کے علاوہ جو مرضی کھاتے پھرو، اس طرح سے تو "اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ" والی آیت بے کار یا فالتو(Redundant)ہو کر رہ جائے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے کلام کا کوئی حصہ اس طرح سے بے کار کر دیا جائے۔

اب آتے ہیں لَحۡمَ الۡخَنۡزِيۡر یا سؤر کے گوشت کی طرف۔ پہلی بات تو یہ ہے جب خنزیر یعنی سؤر کو بہیمۃالانعام سے باہر نکال کر پہلے ہی حرام قرار دے دیا گیا تو پھر مذکورہ چاروں آیتوں میں اس کے گوشت کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ دوسری بات یہ کہ ان آئتوں میں باقی ذکر کردہ اشیاء یا کیفیتوں کا تعلق حلال جانوروں سے ہے کیونکہ اِلَّا مَا يُتۡلٰى بہیمۃالانعام کو ہی حصر کرتا ہے اور اگر لحم الخنزیر کے معنی سؤر کے گوشت کے کئے جائیں تو لغوی طور پر تو یہ معنی صحیح ہونگے لیکن یہ معنی کسی طرح بھی اِلَّا مَا يُتۡلٰى کی مطابقت میں نہیں ہونگے۔ تیسری بات یہ کہ اگر یہاں پر سؤر کو ہی حرام کرنا مقصود ہوتا تو سیدھی طرح سے خنزیر کہا جاتا، جس طرح باقی حلال جانوروں کے نام لئے گئے ہیں مثلاً گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری وغیرہ۔ پس یہاں پر لحم الخنزیر جو کہا گیا اس کی کوئی تو وجہ ہونی چاہیے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ یہاں پر لحم الخنزیر سے مراد خنزیر یا سور کا گوشت نہیں ہے۔ قرآن حلال اور حرام جانوروں کے بارے میں تو پوری پوری وضاحت کر رہا ہے۔ اس نے حلال جانور میں بہتے ہوئے خون، مردار اور وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ کی بھی وضاحت کر دی۔ لیکن لحم الخنزیر کی وضاحت قرآن پاک میں کہیں نہیں ملتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے معنی مخاطب ضرور سمجھتے ہونگے۔

صاحب غریب القرآن مرزا ابوالفضل کے مطابق لحم خنزیر ناقص اور گلے سڑے گوشت کو کہتے ہیں۔ میڈیکل سائنس کے مطابق غدود، گنڈ مالا، رسولی اور گومڑ وغیرہ والے گوشت کو بھی لحم خنزیر کہتے ہیں۔ عبداللہ چکڑالوی صاحب اور محمد حنیف صاحب نے بھی اس کا ترجمہ غدود ہی کیا ہے۔ محمد حنیف صاحب نے لحم خنزیر کے حرام ہونے کی وجہ اس کا رجس ہونا بتایا ہے اور قرآن بھی اس کے حرام ہونے کی یہی وجہ بتاتا ہے۔ محمد حنیف صاحب اوجھڑی، آنتوں، کلیجی، تلی، گردوں وغیرہ کو بھی طبّی نقطہ نگاہ سے رجس خیال کرتے ہیں[3]۔ پس اس نقطہ نظر سے اگر کوئی ان کو نہ کھانا چاہے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ ضرور کھائے لیکن

---

[3] محمد حنیف صاحب دلیل دیتے ہیں کہ جانور کے جسم میں کلیجی، سب سے بڑا غدود ہوتا ہے، جو خون میں موجود تمام جراثیم کو فلٹر کرنے کا کام بھی کرتا ہے ۔ اس طرح گردے پیشاب کے نظام کو چلاتے ہیں، کپورے اسپرم بنانے کے غدود ہیں، تو ان تمام اشیاء کے حوالے سے میڈیکل سائنس بھی ان کے استعمال سے منع کرتی ہے۔ میں نے آج تک بیرون ملک کبھی کلیجی، گردے، کپورے قصائی کی دکان پر بکتے نہیں دیکھے۔ یہ سب اشیاء جانور کے ذبیحہ کے بعد لیبارٹری جاتی ہیں، لیبارٹری ان اشیاء کے ٹیسٹ کے بعد، اس جانور کے گوشت کی فروخت کرنے یا نہ کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ جہاں تک اوجڑی اور آنتوں کی بات ہے تو یہ فیصلہ تو ہم خود ہی کر سکتے ہیں کہ یہ "رجس" ہیں یا نہیں۔ اسی طرح "تلی" بھی جانور کے جسم کا ایک غدود ہے اور یہ بھی خون میں

شرعی طور پر ان کے نہ کھانے کا کوئی جواز ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ غدود کے علاوہ اور کون کون سے اجزا ہیں جو رجس ہیں۔ جب کوئی مسئلہ قرآن میں نہ ملے تو ہمیں حضور ﷺ کے اقوال اور احادیث سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کہا گیا ہے بشرطیکہ وہ اقوال اور احادیث قرآن کی مطابقت میں ہوں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ **"کان رسول اللہ ﷺ یکرہ من الشاۃ سبعا: المرارۃ، المثانۃ، والحیاء، والذکر، والأنثیین، والغدۃ، والدم"**۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ بکری (وغیرہ) میں ان سات اجزاء کو مکروہ خیال کرتے تھے : پتہ، مثانہ، پچھلی شرمگاہ، اگلی شرمگاہ ، کپورے، غدود، خون۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)۔

مجاہد بن جبر تابعی کہتے ہیں **"کان رسول اللہ ﷺ یکرہ من الشاۃ سبعا: الدم، الحیاء، والأنثیین، والغدۃ، والذکر، والمثانۃ، والمراراۃ"**۔ ترجمہ: رسول ﷺ بکری (وغیرہ) سے ان سات اعضاء کو ناپسند کرتے تھے: خون، شرمگاہ ، خصیتین، غدود ،اگلی شرمگاہ ،مثانہ، پتہ (مصنف عبدالرزاق، السنن الکبری للبیہقی)۔

بعض حضرات ان احادیث کو راویوں کے غیر ثقہ ہونے کی بنیاد پر موضوع اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔ لیکن ہم کسی حدیث کو راویوں کی بناپر رد نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ قرآن سے متعارض نہ ہو کیونکہ حضور ﷺ نے ہمیں یہی ایک طریقہ جھوٹی اور صحیح روایتوں کے جانچنے کا بتایا ہے۔ ان احادیث میں کوئی بھی بات قرآن کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ایک یعنی خون کا نجس ہونا تو خود قرآن سے ہی ثابت ہے جبکہ باقی کا نجس ہونا بھی کوئی بعید از قیاس نہیں ہے اور قرآن سے ایسی کوئی دلیل نہیں جس سے ان کا رجس نہ ہونا ثابت ہو۔ ابن عابدین، مولانا رشید احمد گنگوہی، جناب احمد یار خان نعیمی اور احمد رضا خان بریلوی کا بھی انہیں سات اجزا پر اتفاق ہے۔ البتہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے ان میں حرام مغز کو بھی شامل کیا ہے۔ ہمارا یہ روزانہ کا مشاہدہ بھی ہے کہ کوئی بھی گوشت کھانے والا ان سات اجزا کو گوشت صاف کرتے وقت گوشت میں سے باہر نکال دیتا ہے سوائے خصیتین (کپوروں) کے جو اہل تشیع کے ہاں جائز تصور کئے جاتے ہیں۔ پس یہی چیزیں **لحم خنزیر** میں شامل ہیں۔

اب ذیل میں بہیمۃالانعام کی وہ چیزیں یا کیفیتیں بیان کی جارہی ہیں جو حرام ہیں۔

موجود جراثیم کو روکنے کا کردار ادا کرتی ہے۔ بعض حالتوں میں یہ خود بھی انفیکٹڈ ہو جاتی ہے۔ اس لئے حنیف صاحب اس کو بھی "لحم الخنزیر" میں شامل کرتے ہیں۔ البتہ دل، مغز کے کھانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ غدود نہیں ہیں بلکہ گوشت کا حصہ ہیں۔

1۔ سورہ المائدہ کی آیت نمبر 1 کے تحت احرام کی حالت میں حلال جانوروں کا شکار کرنا منع ہے۔ "غَیرَ مُحِلّی الصَّیدِ وَ اَنتُم حُرُمٌ" نہ حلال سمجھو شکار کرنے کو جبکہ تم احرام میں ہو۔اس لئے اس طرح کے شکار کا گوشت کھانا بھی جائز نہیں ہے۔

2۔ جس جانور پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ بھی حرام ہے۔ سورہ انعام کی آیت نمبر 118 میں آیا ہے کہ پس کھاؤ جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو "فَکُلُو مِمَّا ذُکِرَ اسمُ اللہِ عَلَیہِ" ۔

3۔ سورہ المائدہ کی آیت نمبر 3 کے تحت وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ یعنی جس جانور کو آستانوں پر ذبح کیا جائے۔ آستانے کو ہندی میں استھان بھی کہا جاتا ہے۔اس کا مطلب ہوتا ہے کسی زندہ بزرگ کا ٹھکانہ یا مسکن اور وفات یافتہ بزرگ کا روضہ، مقبرہ یا مزار جس کو تقدیس کا درجہ حاصل ہو اور وہاں پر جانور کو اس بزرگ کو خوش کرنے کے لئے ذبح کیا جائے۔ گویا کسی بھی جگہ پر اس جگہ کی تقدیس کی وجہ سے اور اللہ کے سوا کسی اور کی خوشنودی کے لئے حلال جانور کا بھی ذبح کرنا اور اس کے گوشت کو کھانا حرام ہوگا۔

4۔ سورہ المائدہ کی آیت نمبر 3 کے تحت ہی "وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْاَزْلَامِ" جانور کو ذبح کرکے تیروں یا پانسوں یعنی جوئے کے ذریعے سے تقسیم کرنا۔ جوا چونکہ حرام ہے اس لئے جو چیز بھی جوئے کے ذریعے سے تقسیم کی جائے گی وہ حرام ہی ہوگی چاہے وہ حلال جانور کا گوشت ہی کیوں نہ ہو۔ یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ لاٹری سسٹم حرام ہے اور پرائز بانڈز کا منافع بھی جو قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کیا جائے حرام ہوگا۔

5۔ سورہ البقرہ کی آیت نمبر 173، سورہ المائدہ کی آیت نمبر 3، سورہ الانعام کی آیت نمبر 145 اور سورہ النحل کی آیت نمبر 115 کے مطابق "وَمَا اُھِلَّ لِغَیرِ اللہِ بِہ" وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو یا جو کسی غیر اللہ کے نام منصوب کیا گیا ہو چاہے حلال جانوروں میں سے ہی کیوں نہ ہو وہ بھی حرام ہے۔ ویسے تو جو چیز بھی غیر اللہ کے نام سے منسوب کی جائے گی وہ حرام ہی ہوگی جیسے پیروں فقیروں کے نام کی نذر و نیاز اور مزاروں اور مقبروں وغیرہ پر چڑھائے ہوئے چڑھاوے اور منتیں وغیرہ۔ ہمارے ہاں نہ صرف یہ کہ انہیں شیر مادر کی طرح حلال اور طیب سمجھا جاتا ہے بلکہ ان کو متبرک بھی قرار دیا جاتا ہے بلکہ انہیں کہتے ہی تبرک ہیں۔ حالانکہ وہ غیر اللہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے بہ نص صریح حرام ہیں۔ یہاں "وَمَا اُھِلَّ لِغَیرِ اللہِ بِہ" میں اُھِلَّ کا سہ حرفی مادہ ھَلَلَ (ھ۔ل۔ل) ہے جس کے بنیادی معنی پکارنے یا آواز بلند کرنے یا اعلان کرنے کے ہیں۔ ابتدائی تاریخوں کے چاند کو ھِلَال اس لئے کہا جاتا ہے کہ جو اسے دیکھ لے وہ بآواز بلند اعلان کرتا ہے۔ پکارنے کا عملی مفہوم غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا ہی ہے۔ جو لوگ اُھِلَّ سے مراد تھلیل یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لیتے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ تھلیل کا مادہ ھَلَّلَ (ھ۔ل۔ل) ہوتا ہے نہ کہ ھَلَلَ۔

6۔سورہ الانعام کی آیت نمبر 145، سورہ المائدہ کی آیت نمبر 3، سورہ البقرہ کی آیت نمبر 173 اور سورہ النحل کی آیت نمبر 115 میں حلال جانوروں کا **لحم الخنزیر** بھی حرام ہے جس کا ذکر تفصیل کے ساتھ اوپر گذر چکا۔

7۔مندرجہ بالا چاروں آیتوں کی رو سے حلال جانوروں کا خون بھی حرام ہے۔اسی بناپر بعض لوگ گردے، دل، کلیجی، تلی وغیرہ کو بھی حرام تصور کرتے ہیں کیونکہ یہ اشیا بھی بنیادی طور پر خون ہی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے **دَمًا مَّسفُوحًا** یعنی بہنے والے خون (وہ خون ہے جو ذبحہ کرنے پر بہہ کر نکلتا ہے) جیسا کہ سورہ الانعام کی آیت نمبر 145 میں **دَمًا مَّسفُوحًا** کہہ کر وضاحت کردی گئی ہے۔وہ خون جو ذبحہ کرتے وقت بہہ کر جسم سے باہر نہیں نکلتا بلکہ جانور کے گوشت میں ذبح کرنے کے باوجود رہ جاتا ہے اور گوشت کا حصہ بن جاتا ہے وہ حرام نہیں ہے۔ گردے، دل، کلیجی، تلی وغیرہ بھی اسی وجہ سے حرام نہیں ہیں۔

8-**مَیتَةً** یعنی مردار: سورہ المائدہ میں مردہ حلال جانوروں کی مزید اقسام گنوادی گئیں جو یہ ہیں: (1) **وَالمُنخَنِقَةُ** جو گلا گھٹنے سے مر جائے، (2) **وَالمَوقُوذَةُ** جو چوٹ لگنے سے مر جائے، (3) **وَالمُتَرَدِّيَةُ** جو گر کر مر جائے، (4) **وَالنَّطِيحَةُ** جو سینگ لگنے سے مر جائے یا (5) **وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيتُم** جس کو کوئی درندہ پھاڑ کھائے (سوائے اس کے کہ تم نے اس کو ذبح کر لیا ہو[4])۔

نوٹ: مندرجہ بالا حلال جانوروں کی حرام کردہ اشیا اور دیگر حرام جانوروں کا گوشت اضطراری حالت میں (یعنی جب انسان بھوک کی وجہ سے مر رہا ہو) کھانے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ کھانا رغبت گناہ یا بغاوت اور نافرمانی کی وجہ سے نہ ہو یعنی صرف اتنا کھائے جس سے جان بچ سکے اس سے زیادہ کھانے کی اجازت نہیں ہے۔اس سے زیادہ کھانا رغبت گناہ اور بغاوت یا نافرمانی کے زمرے میں آئے گا۔

4 یعنی اس کی جان نکلنے سے پہلے اس کو اللہ کا نام لے کر ذبح کر لیا جائے۔

5۔ حلال پرندے

چونکہ پرندوں کا نظام ہاضمہ اور نظام تنفس بھی چوپایوں جیسا ہی ہوتا ہے اور ان کی رگوں میں چوپایوں کی طرح ہی گرم خون(Warm blood) دوڑتا ہے اسلئے ایسے تمام پرندے حلال ہیں جن میں بہیمۃ الانعام کی صفات پائی جاتی ہوں۔ بہیمۃ الانعام میں چار صفات پائی جاتی ہیں جو یہ ہیں:

1۔ نباتات جیسے گھاس وغیرہ کا کھانا۔

2۔ جگالی کرنا۔

3۔ اوپر کے دانتوں کا نہ ہونا اور

4۔ خوراک کا رومین (Rumen) میں ذخیرہ کرنا۔

چونکہ پرندوں کے دانت نہیں ہوتے اور وہ جگالی بھی نہیں کر سکتے اس لئے ان میں صرف دو صفات پر ہی فیصلہ ہو جائے گا کہ وہ حلال ہیں کہ حرام یعنی وہ کیا کھاتے ہیں اور ان کے پاس خوراک جمع کرنے کے لئے دوسرا معدہ ہے کہ نہیں۔ بہیمۃ الانعام نباتات خور ہوتے ہیں (Herbivorous or vegetarian) اور انکے پاس خوراک کو ذخیرہ کرنے کے لئے رومین (Rumen) ہوتا ہے۔ پس پہلا اصول پرندوں کے حلال ہونے کا یہ ہے کہ وہ نباتات خور ہوں یعنی پھل، سبزیاں، گھاس اور اناج خور ہوں۔ لیکن اگر صرف نباتات خور ہونے پر فیصلہ کیا جائے تو سوائے طوطے کی چند اقسام اور ہنس کے اور کوئی پرندہ کھانے کو نہ ملتا کیونکہ پرندوں کی یہی دو اقسام صرف اور صرف نباتات خور ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو بخوبی جانتے تھے اس لئے اس نے ان نباتات خور پرندوں کو بھی کھانے کی اجازت دی ہے جو نباتات خور ہونے کے ساتھ ساتھ کیڑے مکوڑے، سنڈیاں، اور دوسرے چھوٹے موٹے جانداروں کو بھی کھا جاتے ہیں جیسے چھوٹی مچھلیاں وغیرہ۔ یعنی ہمہ خور(Omnivore) پرندے۔

یہ اجازت اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آیت نمبر 57، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 160، اور سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر 80 اور 81 میں دی ہے۔ سورہ البقرہ کی آیت نمبر 57 میں وہ فرماتے ہیں کہ "**وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى، كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ، وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ**۔ ترجمہ: اور سایہ کیا ہم نے تم پر بادل کا اور اتارا ہم نے تم پر من و

سلوی(اور کہا) کھاؤان پاکیزہ چیزوں میں سے جو عطا کی ہیں ہم نے تم کو اور (ناشکری کر کے) نہیں بگاڑا انہوں نے ہمارا کچھ بلکہ رہے وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے۔اسی طرح سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 160 میں فرمایا "--- وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى، كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ ترجمہ:----اور سایہ کیا ہم نے ان پر بادل کا اور اتارا ہم نے ان پر من وسلوی(اور کہا) کھاؤان پاکیزہ چیزوں میں سے جو عطا کی ہیں ہم نے تم کو اور (ناشکری کر کے) نہیں بگاڑا انہوں نے ہمارا کچھ بلکہ رہے وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے۔مزید سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر 80 اور 81 میں فرمایا جارہا ہے کہ "----- وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (80) كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ----(81) ۔ترجمہ:---اور اتارا ہم نے تم پر من وسلوی (اور کہا) کھاؤان پاکیزہ چیزوں میں سے جو عطا کی ہیں ہم نے تم کو---۔

اوپر تینوں جگہ پر من وسلوی کا ذکر ہے اور کہا گیا ہے کہ سلوی کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔سلوی بٹیر(Quail) کی قسم کا ایک پرندہ ہوتا ہے۔بٹیر بالاتفاق ہمہ خور(Omnivore) پرندہ ہے، وہ دانے اور بیج کھانے کے علاوہ کیڑے مکوڑے بھی کھاتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے تمام پرندے جو اس کھانے کی صفت میں بٹیر سے ملتے جلتے ہیں ہمارے کھانے کے لئے حلال کر دیئے کیونکہ سلوی پر الف لام عہدی مثلی لاکر اسے مخصوص کر دیا گیا ہے کہ اس طرح کے پرندے کھایا کرو۔اس طرح کے پرندے طیب رزق ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم اس طرح کے پرندے کھایا کرتی تھی۔

دوسرا اصول پرندوں کے حلال ہونے کا یہ ہوگا کہ وہ خوراک کو ذخیرہ کرنے کے لئے دوسرا معدہ بھی رکھتے ہوں۔پرندوں کے نظام ہضم(Digestive system) میں ان کے نرخرے(Gullet) یا گلے(Throat) کے قریب ایک پھولی ہوئی (Expanded) عضلاتی تھیلی(Muscular pouch) ہوتی ہے جسے پوٹا(Crop) کہا جاتا ہے۔یہ پوٹا پرندوں کے نظام ہضم میں غذائی نالی(Esophagus) کے ایک بڑھے ہوئے(Enlarged) حصے پر مشتمل ہوتا ہے۔پرندوں میں پوٹا باقی جانداروں کی طرح جن میں یہ ہوتا ہے عارضی طور پر خوراک ذخیرہ کرنے کے کام آتا ہے۔اکثر پرندوں میں پوٹا پایا جاتا ہے لیکن بعض صورتوں میں یہ نمایاں طور پر نظر نہیں آتا بلکہ محض خوراک کی نالی کے پھیلاؤ پر ہی مشتمل ہوتا ہے جیسا کہ اکثر آبی پرندوں میں مشاہدہ کیا گیا ہے اور بعض صورتوں میں یہ نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو خوراک کی نالی میں ایک یا دو پھولی ہوئی تھیلیوں کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ڈائیگرام نمبر 2 میں پوٹے کی یہ مختلف شکلیں دیکھی جاسکتی ہیں۔جو پرندے حلال نہیں ہیں ان میں یہ پوٹا سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ خوراک کو براہ راست معدے میں لے جاتے ہیں۔مثلاً کوئے(Crows)، ہنس(Geese)، الو(Owl) اور بٹن بٹیرے(Button quails) میں پوٹا بالکل نہیں ہوتا، نہ نمایاں اور نہ غیر نمایاں یہ پرندے خوراک کو نگل کر براہ راست معدے

میں لے جاتے ہیں۔ پوٹے کے علاوہ پرندوں کے معدہ کے باقی اجزاء بہیمۃ الانعام کے معدہ سے ملتے جلتے ہیں۔ ڈائیگرام نمبر 3 میں پرندوں کے معدہ کے مختلف حصے دکھائے گئے ہیں۔

ڈائیگرام نمبر2۔پرندوں کے پوٹے کی مختلف شکلیں
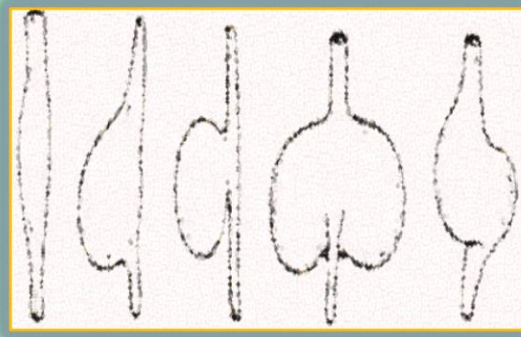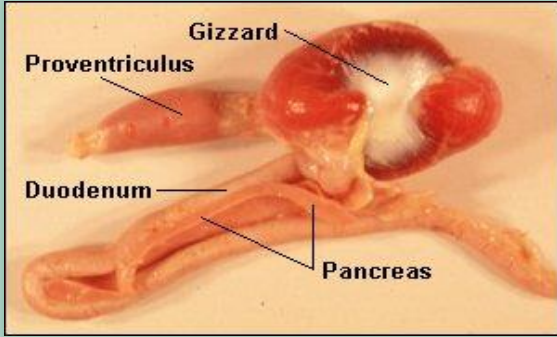
ڈائیگرام نمبر3۔پرندوں کے معدے کے مختلف حصے

ہم نے دیکھا ہے کہ بہیمۃ الانعام پہلے خوراک کو اپنے Rumen میں ذخیرہ کرتے ہیں اور پھر وہاں جمع شدہ خوراک کو اپنے منہ میں اگل اگل کر اور اپنی دھاڑوں کی مدد سے جگالی کے ذریعے سے پیس پیس کر اسے باقی تینوں معدوں میں سے گذار کر ہضم کرتے ہیں۔ حلال پرندوں میں بھی تقریباً اسی سے ملتا جلتا نظام ہضم کارفرما ہے۔ پوٹا رکھنے والے حلال پرندے پہلے خوراک کو پوٹے میں جمع کرتے ہیں جس طرح بہیمۃ الانعام اپنے Rumen میں خوراک کا ذخیرہ کرتے ہیں اور پھر اس کو پیس پیس کر اپنے باقی ماندہ تینوں معدوں سے گذار کر اسی طرح سے ہضم کرتے ہیں۔ چونکہ قدرت نے پرندوں کو دانت اور دھاڑیں نہیں دیں اسلئے اس نے ان کو گزرڈ(Gizzard) سے نوزا ہے جو ان کے لئے خوراک کو پیسنے اور قابل ہضم بنانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ حلال پرندے اپنے پوٹے سے خوراک کو پیسنے کے لئے منہ میں واپس لانے کی بجائے اس کو Gizzard میں لے جاتے ہیں۔Gizzard میں کنکریاں (Grit) اور ریت(Sand) موجود ہوتا ہے جو پرندے نے خوراک کھانے کے دوران نگلا ہوتا ہے۔ یہ کنکریاں اور ریت دھاڑوں کا کام دیتے ہیں اور خوراک رگڑ رگڑ کے باریک کرتے ہیں اور جب یہ ہضم ہونے کے قابل ہو جاتی ہے تو اسے باقی کے تین معدوں میں سے گزارتے ہیں ۔ یہ تین معدے جیساکہ ڈائیگرام میں دکھایا گیا ہے پروونٹریکولس(Proventriculus)، ڈوڈینم(Duodenum) اور پینکریاس(Pancreas) ہیں۔

پرندوں کے مندرجہ بالا پہلے اصول کے مطابق وہ گوشت کھانے والے پرندے حلال پرندوں کی صف سے نکل جائیں گے جو صرف اور صرف گوشت پر گزارہ کرتے ہیں اور نباتات کو منہ بھی نہیں لگاتے چاہے وہ بھوک سے مر ہی کیوں نہ جائیں۔ ان پرندوں میں شکاری پرندے(Raptures) مثلاً شہباز(Falcon)، عقاب (Hawk)، شاہین اور شکرے(Eagle)، رام چڑیا

(Kingfisher)، کوکا بھورا (Kookaburra)، بحری باز (Osprey)، الو(Owl)، گدھ (Vulture)اور چیل(Kite) وغیرہ شامل ہیں۔ دوسرے اصول کے مطابق ، نباتات خور(Herbivore) اور ہمہ خور (Omnivore)پرندوں میں سے وہ پرندے حلال نہیں ہونگے جو پوٹا نہیں رکھتے۔ان میں کوا، ہنس اور بطن بٹیرے شامل ہیں۔ان کے علاوہ اور بھی اگر کوئی پرندہ بغیر پوٹے کے پایا جائے وہ بھی حلال پرندوں کی صف سے باہر نکل جائے گا۔پس مندرجہ بالا پرندوں کو چھوڑ کر باقی سب پرندے حلال ہونگے۔ بعض لوگ صرف پوٹے(Crop)یعنی دوسرے معدہ کی بنا پر ہی پرندوں کے حلال ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔

6۔حلال آبی جانور

اب بات رہ گئی آبی یا بحری جانوروں کے حلال یا حرام ہونے کی۔پانی میں رہنے والے جانوروں کی اقسام اور ان کی تعداد خشکی پر رہنے والے جانوروں کی اقسام اور تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ پانی میں رہنے والے جانور چاہے وہ بچے دیتے ہوں یا انڈے سب حلال ہیں۔اور بعض یہ بھی کہتے ہیں جو جانور صرف پانی میں ہی رہتے ہیں انہیں زندہ یا مردہ ہر حالت میں کھانا حلال ہے۔اس کے لئے وہ قرآن سے سورہ المائدہ کی آیت نمبر 96 سے دلیل لاتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ "اُحِلَّ لَکُم صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَ لِلسَّیَّارَۃِ" تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال ہے، تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لئے۔اس آیت کے اندر نہ تو کہیں بچے یا انڈے دینے والے جانوروں کا ذکر ہے اور نہ ہی زندہ اور مردہ جانوروں کا۔صرف یہ بات کہی گئی ہے کہ ان کا شکار تمہارے کھانے کے لئے حلال ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ خشکی کے جانوروں کا شکار تمہارے کھانے کے لئے حلال ہے تو کیا سور کا شکار اور اس کا گوشت کھانا حلال ہو جائے گا، تو یہاں پر یہی کہا جائے گا کہ نہیں۔خشکی کے حلال جانوروں کا شکار ہی حلال ہوگا۔حرام جانوروں کا گوشت ان کا شکار کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔اس آیت کی رو سے شکار کی اجازت دی جا رہی ہے حلال اور حرام کا تعین نہیں کیا جا رہا۔

سمندری یا پانی کے جانوروں کے حلال ہونے کے بارے میں سورہ النحل کی آیت نمبر 14 میں صراحت کر دی گئی ہے۔ارشاد ہوتا ہے "وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا۔۔" ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے تروتازہ گوشت لے کر کھاؤ۔یہاں پر لَحْمًا طَرِيًّا یعنی تروتازہ گوشت میں، گوشت اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ سمندر کے صرف وہی جانور حلال ہیں، جن کو اگر پانی سے باہر نکالا جائے تو وہ گوشت کے حکم میں ہوں یعنی ان کو

ذبح کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے بلکہ وہ بغیر ذبح کئے ہی کھائے جائیں۔اب بغیر ذبح کئے وہی جانور کھائے جائیں گے جو پانی سے باہر آکر زندہ ہی نہ رہ سکیں اگر وہ زندہ رہیں گے تو گوشت کے حکم میں کیسے داخل ہونگے ان کو تو حلال کرنا پڑے گا۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمیں یہ جاننا پڑے گا کہ زندہ رہنے کے لئے سب سے زیادہ کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ہم سب کو معلوم ہے کھانے پینے سے بھی بڑھ کر ہمیں آکسیجن کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ کھائے پیئے بغیر تو شاید ہم دنوں اور ہفتوں تک زندہ رہ سکیں لیکن آکسیجن کے بغیر چند منٹ بھی زندہ رہنا مشکل ہوتا ہے۔کچھ یوگی باقاعدہ مشق سے اس وقفے کو زیادہ زیادہ ایک گھنٹے تک بڑھا لیتے ہیں مگر اس سے زیادہ نہیں۔ تمام بری بحری اور ہوائی مخلوق میں آکسیجن حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔ایک طریقہ خشکی پر رہنے والے جانداروں کے لئے ہے جس میں خود انسان بھی شامل ہے۔ خشکی پر رہنے والے یہ جاندار آکسیجن ہوا سے حاصل کرتے ہیں۔ ہوا سے آکسیجن پھیپھڑوں(Lungs)کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہے۔اس لئے وہ تمام جاندار جو ہوا سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے پھیپھڑے عطا فرمائے ہیں[5]۔وہ جاندار ہوا سانس کے ذریعے سے اپنے پھیپھڑوں میں لے جاتے ہیں اور پھیپھڑے ہوا سے آکسیجن کشید کرکے جسم کو مہیا کرتے ہیں۔رینگنے والے[6] جانوروں کے سوا باقی تقریباً تمام جاندار جو ہوا سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں حاردم یعنی گرم خون والے(Warm Blooded)جانور کہلاتے ہیں۔یہی گرم خون ہوتا ہے جو جانور کو ذبح کرتے وقت اس کے جسم سے نکلتا ہے۔رینگنے والے جانور باردادم یعنی سرد خون(Cold blooded)جانور کہلاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ آکسیجن کو پانی سے حاصل کرنے کا ہے۔ پانی سے آکسیجن حاصل کرنے والے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے پھیپھڑوں کی بجائے گلپھڑوں(Gulls)سے نوازا ہوتا ہے۔یہ جانور اپنے گلپھڑوں کے ذریعے سے پانی سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔یہ تمام کے تمام جانور باردادم یعنی سرد خون والے جانور ہوتے ہیں۔یہ جانور صرف اور صرف پانی ہی سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں یہ ہوا سے آکسیجن حاصل نہ کرنے کی بنا پر پانی کے بغیر ہوا میں زندہ رہ ہی نہیں سکتے۔

پانی میں رہنے والے جانوروں کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو یہ ہیں۔

---

[5] کچھ رینگنے والے حشرات(Reptiles) ایسے بھی ہوتے جن میں شروع میں پھیپھڑے نہیں ہوتے۔ابتدا میں وہ کھال کے ذریعے سے آکسیجن کشید کرتے ہیں(یہ ہوا سے آکسیجن کشید کرنے کا تیسرا طریقہ ہے)لیکن جوں جوں وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں ان میں پھیپھڑے بننا شروع ہو جاتے ہیں۔

[6] رینگنے والے جانوروں میں سانپ، چھپکلی، کچھوا وغیرہ شامل ہیں۔

A۔ پہلی قسم تو ان آبی جانوروں کی ہے جو پانی ہی میں رہتے ہیں اور پانی میں ہی سانس لیتے ہیں۔ وہ پانی کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے اور اگر خشکی پر آئیں تو مر جاتے ہیں۔ یہی آبی مخلوق کھانے کے لئے بھی حلال ہے۔ ان میں مزید دو اقسام ہوتی ہیں۔

1۔ سب سے پہلے تو عام (Common) مچھلیاں ہیں جن میں گلپھڑے ہوتے ہیں اور ان میں گرم یعنی بہتا ہوا خون نہیں ہوتا۔ عام مچھلیوں میں ٹراؤٹ، رہو، ٹیونا، تھیلا یا چڑا، گلفام، سانپ سری (Snake head)، سنگھاڑہ، گونچ (سندھی کھگہ)، ملی، ڈمرہ، سائمن، ڈولا اور شارک وغیرہ شامل ہیں۔ اس لئے یہ تمام کی تمام مچھلیاں بغیر کسی شک و شبہ کے حلال ہونگی کیونکہ نہ تو ان میں گرم خون ہوتا ہے اور نہ یہ پانی سے باہر زندہ رہ سکتی ہیں۔

2۔ ان عام مچھلیوں کے علاوہ پانی میں کچھ ایسے جاندار بھی ہوتے ہیں جنہیں Crustaceans کہا جاتا ہے۔ ان پر قشر یا خول چڑھا ہوتا ہے۔ ایسے جانداروں کی لاکھوں اقسام دنیا کے سمندروں میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں جھینگے (Prawns)، شرمپ (Shrimps)، کیکڑے (Crabs and Lobsters) زیادہ مشہور ہیں۔ ان قشری یا خول دار جانداروں میں کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جن کے نظام تنفس میں گلپھڑے ہوتے ہیں اور ان میں سرد خون ہوتا ہے۔ تو گویا ایسے قشری یا خول دار جاندار جن کے گلپھڑے ہوں اور ان میں سرد خون ہو تو وہ کھانے کے لئے حلال ہونگے باقی نہیں۔

B۔ آبی جانوروں کی دوسری قسم وہ ہے جو کھانے کے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ جانور پانی سے باہر آکر ہوا میں سانس لیتے ہیں کیونکہ انکے گلپھڑوں کی بجائے پھیپھڑے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا خون گرم ہوتا ہے اور بعض کا سرد۔ ان میں مندرجہ ذیل مزید چار اقسام ہوتی ہیں۔

1۔ ان آبی جانوروں کی پہلی قسم تو وہی قشری یا خولدار جانداروں کی ہوتی جن کے گلپھڑے نہیں ہوتے گو ان میں سرد خون ہوتا ہے۔ یہ جانور حلال نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ پانی کے بغیر بھی زندہ رہ سکتے ہیں گو ان میں سرد خون ہوتا ہے۔

2۔ ہوا میں سانس لینے والے آبی جانوروں کی دوسری قسم میں جل تھلیئے (Amphibian) آتے ہیں۔ ان کو جل تھلیئے اس لئے اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پانی کے ذریعے سے حرکت کرتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ یہ سانس ہوا میں لیتے ہیں اس لئے ان کے گلپھڑے نہیں ہوتے اور ان کا خون بھی سرد ہوتا ہے۔ مثلاً مینڈک، سانپ، کچھوا، مگرمچھ وغیرہ۔ یہ کھانے کے لئے حلال اس لئے نہیں کیونکہ وہ پانی سے باہر آکر بھی زندہ رہتے ہیں۔ ان کی کئی اقسام خشکی پر بھی پائی جاتی ہیں۔

3۔ پانی میں رہنے والے اور ہوا میں سانس لینے والے جانوروں کی تیسری قسم Porpoises کی ہوتی ہے۔ ان کو ہندی میں شِنسوُمار اور اردو میں سانس مچھلیاں کہا جاتا ہے۔ یہ مچھلیاں گلپھڑے نہیں رکھتیں بلکہ ان کے پھیپھڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ہوا میں ہی آکر سانس لیتی ہیں اور پانی سے باہر آکر یہ مرتی نہیں بلکہ زندہ رہتی ہیں۔ ان میں خنزیرِ بحری، سَنگ ماہی، سوس، بونَس مَچھلی، سوسار، سَیاہی مائل اور زَرد رنگ کی مَچھلیاں شامل ہیں۔ یہ مچھلیاں بھی کھانے کے لئے جائز نہیں ہیں۔

4۔ چوتھی قسم ان مچھلیوں کی میمل (Mammals) کی ہوتی ہے۔ ان میں وہیل اور ڈولفن مچھلیاں شامل ہیں۔ یہ پھیپھڑے رکھتی ہیں اس لئے وہ ہوا میں ہی سانس لیتی ہیں۔ جب انہیں سانس لینا ہوتا ہے تو وہ پانی سے اوپر آکر سانس لیتی ہیں۔ البتہ وہیل اپنے پھیپھڑوں میں اتنی ہوا بھرنے کی طاقت رکھتی ہیں کہ پانی کے اندر ایک گھنٹہ تک بغیر سانس لئے زندہ رہ سکتی ہیں۔ یہ مچھلیاں بھی چونکہ پانی سے باہر آکر زندہ رہتی ہیں اور ان میں گرم خون بھی ہوتا ہے اس لئے بھی کھانے کے لئے حرام ہی ہیں۔

لہذا پانی کے جانوروں کے حلال ہونے کے لئے دو شرائط ہوں گی۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ پانی کے بغیر زندہ نہ رہ سکتے ہوں اور سرد خون رکھتے ہوں تاکہ جب ان کو پانی سے باہر نکالا جائے تو ہمیں بغیر حلال کئے گوشت فراہم کر سکیں۔ دوسری وہ جب پانی سے نکالے جائیں تو زندہ ہوں۔ اگر پانی کے اندر سے ان کو مردہ حالت میں نکالا جائے گا تو اس کی گارنٹی کیسے حاصل کی جائے گی کہ وہ تازہ ہیں۔

7۔ ناپختہ حلال گوشت

یہاں ناپختہ حلال گوشت سے ہماری مراد وہ کچا گوشت نہیں ہے جو آگ پر نہ پکایا گیا ہو، بلکہ ناپختہ گوشت کا یہاں پر مطلب وہ گوشت ہے جو ناپختہ حلال جانوروں سے حاصل کیا جائے۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ جو لوگ خاص کر شہروں میں گائے اور بھینس کا دودھ فروخت کرتے ہیں وہ اپنے اخراجات کو کم کرنے اور دودھ کی مقدار کو بڑھا کر اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے عموماً دودھ دینے والے جانوروں کے نوزائدہ بچوں کو ایک یا دو ماہ کی عمر میں ہی قصائیوں کے حوالے کر دیتے ہیں جو ان کو حلال کر کے ان کا گوشت بازار میں فروخت کر دیتے ہے۔ یہی حال دیہات میں پیدا ہونے والے بکری اور بھیڑ کے بچوں کا ہوتا ہے۔ یہ بچے اکثر شہروں کی سڑکوں پر فروخت ہوتے ہوئے آپ کو نظر آئیں گے۔ صاحب ثروت لوگ ان کو خرید کر صدقے کے طور پر کسی دینی

مدرسے کے مولوی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ جوان کو حلال کر کے مزے لے لے کر کھاتا ہے اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ بھرتا ہے اور اگر کچھ بچ جائے تو مدرسے کے طالب علموں کو دے آتا ہے جن کے لئے کسی صاحب نے یہ صدقہ دیا تھا۔

اب یہ بات نہ کسی مولوی صاحب کے دماغ میں آتی ہے اور نہ صاحب ثروت لوگ جو ثواب حاصل کرنے کے شوق میں چھوٹے چھوٹے میمنوں اور لیلوں کو تھوڑے پیسوں میں خرید کر مولوی صاحب کے حوالے کر آتے ہیں اس بات پر غور کرتے ہیں کہ وہ یہ کیا ظلم کر رہے ہیں۔ ان کو تو بس ثواب سے غرض ہے کسی بے زبان پر ظلم ہوتا ہے تو ان کی بلا سے۔ پھر ان چھوٹے بچوں کو فروخت کرنے والے مالکان اور بیوپاری جوان کو خرید کر بالواسطہ یا بلاواسطہ چھری کے نیچے پہنچا دیتے ہیں ان سے گِلا کون کرے۔ گائے اور بھینسوں کے چھوٹے بچے فروخت کرنے والے اور ان کو ذبح کرنے والے قصائی بھی اس ظلم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حلال بچوں کو ذبح کرنا اور ان کا گوشت کھانا ظلم کیسے ہوا۔ مولوی صاحب سے پوچھو تو وہ تو یہی کہے گا کہ یہ جانور حلال ہیں تو ظلم چہ معنی دارد۔ ذرا سوچیں جب ہم دو ماہ کے بکری کے بچے کے گلے پر چھری چلاتے ہیں تو کیا یہ قتل نہیں ہے؟ جان لینا ہی تو قتل ہوتا ہے۔ اگر اس قتل کی اجازت دی گئی ہے تو اس شرط کے ساتھ دی گئی کہ تم اس کو قتل گوشت حاصل کرنے کے لئے کر سکتے ہو۔ جب ابھی گوشت بنا ہی نہیں تو پھر تو یہ سیدھا سادھا قتل ہی ہوا۔ اللہ کا نام لے کر گلے کاٹنے کا نام ذبح کرنا نہیں کہلاتا، بلکہ اللہ کا نام لے کر گوشت حاصل کرنے کے لئے چھری سے گلا کاٹنا ذبح کرنا کہلاتا ہے۔

ذرا غور کیجیے کہ جگالی کرنے والے جانوروں (Ruminants) کو اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے کیوں حلال کیا ہے۔ یہی نہ کہ ان کے چار معدے ہوتے ہیں جن میں سے خوراک گذر کر ہمارے لئے صاف ستھرے اور غذایت (Nutrients) سے بھرپور گوشت میں تبدیل ہوتی ہے۔ جو بچہ ابھی دودھ پینے کی عمر میں تھا اس کے چاروں معدے تو ابھی فنکشنل (Functional) ہی نہیں ہوئے تھے۔ وہ ہمارے لئے صاف ستھرا اور غذایت سے بھرپور گوشت کیسے بنائے گا۔ اس کے گوشت کو وہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جو ایک جوان حلال جانور کے گوشت کو حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالٰی تو پھلوں کے بارے میں بھی حکم دے رہا ہے کہ "کُلُوا مِن ثَمَرِہٖ اِذَآ اَثمَرَ" کھاؤ ان کے پھل جب وہ پھل لائیں (پک جائیں)۔ جب اللہ تعالٰی نباتات کے بارے میں فرما رہا ہے کہ پھلوں کو اس وقت کھاؤ جب وہ پک جائیں تو حیوانات کے بارے میں یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو جانور ابھی پختہ ہی نہیں ہوئے ان کا گوشت کھانے کی اللہ اجازت دے۔ اللہ تعالٰی نے اگر ان کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے تو اس گوشت کو پختہ تو ہو لینے دو یعنی ان کو اس عمر تک تو پہنچنے جہاں پر ان کے گوشت کو صحیح معنوں میں گوشت کہا جا سکے۔

جب ہم قربانی کا جانور خریدنے کے لئے منڈی جاتے ہیں تو ان کے منہ کھول کھول کر ان کے دانت دیکھ رہے ہوتے ہیں۔اس کا مطلب کیا ہوتا ہے ؟ یہی نہ کہ دیکھا جائے کہ جانور اپنی پختہ عمر کو پہنچ چکا ہے یا کہ نہیں۔قربانی ایک سنت متواترہ ہے اور اس کی شرائط میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جانور پوری عمر کا ہونا چاہیے اور اگر بکرا ایک سال سے کم عمر اور بیل دو سال سے کم عمر کا ہوا تو قربانی قبول نہیں ہوگی۔دانت چونکہ جانور کی عمر کا مظہر (Indicators) ہوتے ہیں اس لئے ہم ان کے دانت دیکھ کر ان کی طبعی عمر کا اندازہ لگاتے ہیں۔اصل میں یہ عمر کی شرط کسی بھی جانور کو حلال کرنے کی تھی لیکن اب یہ قربانی تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس ظلم کے علاوہ جو کم عمر جانور ذبح کرنے سے ہوتا ہے اس سے ہمارے ملک اور اس کی معیشت کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے۔ایک بیل اگر جوان ہو تو اسکے گوشت کا وزن اوسطاً چھ سات من کے قریب ہوگا جبکہ وہ اس وقت ذبح کر لیا جاتا ہے جب اس کے گوشت کا وزن بمشکل بیس کلو گرام ہی ہوتا ہے اور اس کی کوالٹی بھی نہایت خراب ہوتی ہے۔یہی حال بکری کے بچے کا ہوتا ہے۔ایک جوان بکرا اوسطاً چالیس کلو گرام کا ہوتا ہے جبکہ وہ اس وقت ذبح کر لیا جاتا ہے جب ابھی وہ پانچ کلو گرام کا بھی نہیں ہوتا اور اس کی بھی کوالٹی حد درجہ گھٹیا (Inferior) ہوتی ہے۔یہ وہ ظلم ہے جو ہم پوری قوم پر کر رہے ہوتے ہیں۔اس کم عمری میں جانوروں کو ذبح کرنے سے ایک اور بھی نقصان ہوتا ہے اور وہ ہے نسل (Breed) کا۔ایک اعلیٰ نسل جو ہمارے بریڈر حضرات سالوں کی محنت سے تیار کرتے ہیں اس کو ہم کم عمری میں ذبح کر کے ہی بریڈر کی سالوں کی محنت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر کسی حلال جانور کا بچہ جو ابھی اپنی گوشت کی عمر کو نہ پہنچا ہو اگر زخمی ہونے یا کسی اور وجہ سے مر رہا ہو تو اس کا ذبح کرنا اور کھانا بامر مجبوری جائز ہوگا۔

8۔متفرقات

8.1۔کیا خرگوش حلال ہے؟

ہمارے ہاں خرگوش کے حرام یا حلال ہونے پر بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔قرآن کی رو سے تو وہ حرام ہے کیونکہ اس کے اوپر والے جبڑے میں سامنے والے دانت بھی ہوتے ہیں اور وہ جگالی بھی نہیں کرتا۔اس کے باوجود بعض لوگ اس کو حلال تصور

کرتے ہیں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے جس کی بنیاد غالبًا تورات کا ایک بیان ہے جس کے مطابق خرگوش ایک جگالی کرنے والا جانور ہے۔ یہ بیان تورات میں دو مرتبہ آیا ہے کہ خرگوش جگالی کرتا ہے۔

کتاب الاحبار(Leviticus) میں ہے کہ "وہ تمام جانور جن کے سم (Hoof) پھٹے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں---تم ان کو کھا سکتے ہو۔تاہم تم ان کو نہ کھاؤ جو صرف جگالی کرتے ہوں (لیکن ان کے سم پھٹے ہوئے نہ ہوں) یا جن کے صرف سم پھٹے ہوئے ہوں (مگر وہ جگالی نہ کرتے ہوں): اونٹ (Camel) چونکہ جگالی کرتا ہے مگر اس کے سم پھٹے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے اس کا کھانا تمہارے لئے حرام ہے۔ پہاڑی خرگوش (Rock hyrax) جگالی کرتا ہے لیکن اس کے سم پھٹے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے اس کا کھانا بھی تمہارے لئے حرام ہے۔ خرگوش (hare) بھی جگالی کرتا ہے لیکن اس کے سم بھی پھٹے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے اس کا کھانا بھی تم پر حرام ہے۔"(الاحبار 11: 3- 6)۔

کتاب الاستثنا(Deuteronomy) میں ہے کہ "تاہم جو صرف جگالی کرتے ہیں (لیکن ان کے سم پھٹے ہوئے نہ ہوں) یا جن کے صرف سم پھٹے ہوئے ہوں (مگر وہ جگالی نہ کرتے ہوں) ان کو تم نہ کھاؤ: مثلاً اونٹ، خرگوش اور پہاڑی خرگوش کیونکہ وہ جگالی تو کرتے ہیں مگر ان کے سم پھٹے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے ان کا کھانا تمہارے لئے حرام ہے"(الاستثنا 7:14)۔

ڈاکٹر ٹومی مچل (Dr. Tommy Mitchell) کے مطابق موجودہ سائنسی تقسیم کے نظام میں وہ جانور جو جگالی کرتے ہیں وہی Ruminant کہلاتے ہیں۔اونٹ، بھیڑ، ہرن، زرافہ اور گائے وغیرہ جگالی کرنے والے جانور (Ruminants) ہیں۔ جگالی کرنے والے جانوروں کے معدے کے چار حصے ہوتے ہیں۔ وہ خوراک کو نگل کر معدے کے ایک حصے میں لے جاتے ہیں جہاں وہ جزوی طور پر ہضم ہو جاتی ہے۔ پھر خوراک اگل کر منہ میں لائی جاتی ہے۔اس کو دوبارہ چبایا جاتا ہے اور پھر اس کو نگل کر معدے کے ایک دوسرے حصہ میں نگلا جاتا ہے۔اس عمل کو جگالی کرنا کہتے ہیں۔ پس اس بنا پر لوگ کہتے ہیں کہ تورات کا بیان غلط ہے کیونکہ خرگوش جگالی کرنے والے جانور نہیں ہوتے۔ان کے چار معدے ہوتے ہی نہیں ہیں اس لئے وہ جگالی کس طرح کر سکتے ہیں؟

وہ مزید لکھتے ہیں کہ تورات میں غلطی نہیں ہے اور یہ 3500 سالہ آسمانی کتاب غلط ہو بھی کس طرح سکتی ہے؟ بلکہ خرگوش کے جگالی کرنے کا طریقہ ہی مختلف ہے۔ خرگوش دو طرح کا پاخانہ کرتے ہیں۔ پہلی قسم کا پاخانہ سخت، ریشہ دار (Fibrous) ہوتا ہے جس میں کوئی غذایت نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کا پاخانہ نرم کیک یا مینگنیوں (Caecotrophs) کی شکل میں ہوتا ہے۔اس پاخانے میں لحمیات(Proteins)، وٹامنز بی(B) اور کے(K) اور غیر مستحکم فیٹی ایسڈز (Volatile Fatty Acids)

کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے، اس لئے یہ غذایت سے بھرپور ہوتا ہے۔ یہ کیک یا مینگنیاں (Caecotrophs) غیر ہضم شدہ خوراک ہوتی ہے اور خرگوش ان کو دوبارہ مصرف میں لاتا ہے، سو اس طرح سے جگالی کا عمل پورا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر مچل اگر تورات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس کو جگالی کا نام دیتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے، لیکن اس کو جگالی کہنا کچھ جچتا نہیں ہے۔ ویسے بھی جگالی کرے یا نہ کرے تورات تو اس کو حرام ہی بتاتی ہے مگر ہم کس شوق میں اس کو حلال کئے جا رہے ہیں۔

8.2۔ٹڈی دل، کوا اور کچھوا

ٹڈی دل، کوئے اور کچھوے کے بارے میں ہمارے ہاں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کے بارے میں بہت سی روایات مشہور ہیں۔ ہمارا مقصد ان روایات کی تفصیل میں جانا نہیں ہے۔ ٹڈی دل ایک کیڑا ہے اور کیڑے مکوڑے پرندوں کی خوراک ہوتے ہیں انسانوں کی نہیں۔ انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے جانور حلال کر دیے ہیں کہ اگر ان کے مجموعی گوشت کو جمع کر لیا جائے تو وہ روئے زمین اور سمندروں میں کل گوشت کا 90 فیصد سے زیادہ ہو گا۔ پھر بھلا کیڑے مکوڑے کھانے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ ٹڈی دل، کوئے اور کچھوے میں وہی خون، وہی نظام ہضم اور وہی نظام تنفس کام کر رہا ہے جو باقی حلال جانوروں کا ہے تو بخوشی کھایئے کوئی روک نہیں سکتا۔

8.3۔حلالًا طیبًا کا مفہوم

طیب کے لغوی پسندیدہ اور لذیذ ہونے کے ہیں۔ راغب کے مطابق ہر وہ چیز جس سے حواس بھی لذت محسوس کریں اور نفس (روح) بھی وہ طیب کہلائے گی یعنی ہر وہ چیز جو دیکھنے، سننے، سونگھنے اور کھانے میں بھی پسندیدہ ہو اور اس سے انسانی نفس بھی کیف اندوز ہو۔ جیسے **طُعَامٌ طَيِّبٌ** سے مراد ہے وہ کھانا جو آسانی سے حلق کے نیچے اتر جائے اور **مَاءٌ طَيِّبٌ** کا مطلب خوشگوار پانی ہوتا ہے۔ گوشت کی حلت و حرمت کے متعلق قرآن نے ایک قانون دے دیا ہے کہ ہر گوشت تمہارے لئے حرام ہے بجز اس کے جو اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے۔ لیکن حلال کے ساتھ طیب کا اضافہ بھی کر دیا جیسے **"كُلُوْ مِمَّا فِى الْاَرْضِ حلالًا طيبًا"** (البقرہ:168) یعنی کھاؤ وہ چیزیں جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔ لہٰذا ہر وہ چیز کھائی جا سکتی ہے جو حلال ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کی حلال کردہ شے کو حرام ٹھہرائے اور اسی طرح کسی کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کی حرام کردہ شے حلال کر دے۔ دوسری طرف کسی کو اس بات کا حق بھی حاصل نہیں ہے کہ کسی دوسرے شخص کو اس پر مجبور کرے کہ وہ لازمی ہر حلال چیز

کو کھائے۔ اگر کوئی حلال چیز کسی کو پسند نہیں یا وہ حلال چیز اس کے لئے نقصان دہ ہے تو اس پر ضروری نہیں کہ وہ اس چیز کو لازمی کھائے۔ وہ حلال چیزوں میں سے جس کو خوشگوار اور اپنی صحت کے لئے ضروری سمجھے کھالے ورنہ نہ کھائے اللہ کی طرف سے اس پر اس معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔

طیب کا مندرجہ بالا مفہوم اضافی (Relative) نوعیت کا ہے جو ہر آدمی کے لئے مختلف ہو سکتا ہے کیونکہ ہر آدمی کی پسند و ناپسند مختلف ہو سکتی ہے۔ لیکن اللہ کے ہاں یہ تصور ایک جامد (Absolut) تصور ہے۔ جو ناپاکی یا گندگی کے مقابلے میں آتا ہے۔ جیسے "لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ" (الانفال:37) یعنی تاکہ چھانٹ کر الگ کردے اللہ گندگی کو پاکیزگی سے۔ اس لحاظ سے اللہ نے ہمارے لئے جو چیزیں حلال کی ہیں وہ پاکیزہ ہی ہیں جیسے "لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ" (المائدہ:87) ترجمہ: جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو۔ اسی طرح سورہ المائدہ کی آیت نمبر 4 میں آتا ہے کہ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتِ یعنی حلال کی گئیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں۔ پس یہاں حلال اور طیب ایک دوسرے کے مترادف بن جاتے ہیں۔

8.4۔ صرف گوشت حرام ہے

اوپر بیان کردہ حلال اور حرام جانوروں کے سلسلہ میں یہ بتانا ضروری ہے کہ حرام جانوروں کا صرف گوشت حرام کیا گیا ہے۔ باقی فوائد ان سے حاصل کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ مثلاً گھوڑے کا گوشت تو حرام ہے لیکن اس سے سواری اور تانگے میں جوتنے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح گدھے بوجھ اٹھانے کے مصرف میں لائے جاسکتے ہیں۔ ان جانوروں کی کھال اور بالوں کو بھی استعمال میں لانے پر کوئی بندش نہیں ہے۔ رکھوالی اور شکار کے لئے کتے کا رکھنا بھی منع نہیں ہے۔ غرضیکہ کھانے کے علاوہ ہم ان سے جو کام بھی لیں اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ باقی حرام جانوروں کی بھی یہی صورت ہوگی جس جس سے جو جو کام لیا جاسکتا ہے وہ ہم لے سکتے ہیں سوائے ان کا گوشت کھانے کے۔ سانپ کے زہر سے کئی امراض کی ویکسین تیار کی جاتی ہے۔ باقی حرام جانوروں بشمولہ حشرات الارض میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیا کیا فوائد رکھے ہیں وقت کے ساتھ انسان ان سے آگاہ ہوتا جارہا ہے اور مستقبل میں یہ عمل رکنے والا نہیں ہے۔ پس ان سے دیگر فوائد حاصل کرنے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں ہم نے کچھ جانوروں پر ناروا پابندیاں لگا رکھی جن کا قرآن کی رو سے کوئی جواز نہیں بنتا۔ مثلاً سور کی ہر چیز حرام حتٰی کہ اس کا نام لینا بھی بہت بڑا گناہ۔ وہ اللہ کی مخلوق ہے اس کی پیدائش میں بھلا اس کا کیا قصور ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں " وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ، فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِیْ عَلٰى بَطْنِهٖ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِیْ عَلٰى رِجْلَيْنِ،وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِیْ عَلٰى اَرْبَعٍ،يَخْلُقُ اللّٰهُ مَايَشَآءُ،اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍقَدِيْرٌ" (النّور:45)۔ ترجمہ: اور اللہ نے پیدا کیا ہے ہر جاندار کو پانی سے، سو ان میں سے وہ بھی ہیں جو چلتے ہیں اپنے پیٹ کے بل، اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو چلتے ہیں دو ٹانگوں پر، اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو چلتے ہیں چار ٹانگوں پر، پیدا فرماتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ پس سور کو اگر اللہ تعالٰی نے ایک حالت پر پیدا فرمادیا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔

کچھ لوگ سور کی گندگی اور بے حیائی کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن یہ صفات حیوانات کے حوالے سے قابل نفرت ہیں ہی نہیں کیونکہ حیوان اپنی اسی فطرت پر کام کرتا ہے جو اللہ نے اس کو دی ہے تو پھر اللہ کو الزم دیجیے جس نے اس کو بنایا ہے ،اس حیوان سے نفرت کیسی۔ صفائی اور حیا جیسی صفات تو انسانوں کے لئے ہیں۔ حیوانوں میں تو اس کا شعور ہی نہیں ہوتا پھر ان پر الزام کیسا؟ غالبًا سور اور کتے سے نفرت انسان کو تاریخ سے ورثے میں ملی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے لئے اب گالی بن چکے ہیں۔ ہماری بات چھوڑیے وہ قومیں بھی جو سور کا گوشت شوق سے کھاتی ہیں اور کتے کو بستر پر لٹاتی ہیں وہ بھی جب کسی کو گالی دیتے ہیں تو کتیا کا بچہ(Son of bitch) یا سور کا بچہ(Son of swine) کہہ کر ہی گالی دیتی ہیں۔ پس یہ نفرت تاریخی ہے اسلام یا قرآن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

8.5۔ شکار کی اجازت

کھانے کے لئے صرف ان ہی جانوروں کا شکار جائز ہے جو حلال ہیں۔ ارشاد باری تعالٰی ہے "يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ، قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتِ،وَمَاعَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ،فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ،وَاتَّقُوا اللّٰهَ،اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ"(المائدہ:4) ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں (اے رسول ﷺ) کونسی چیزیں حلال کی گئی ہیں ان کے لئے، کہہ دو کہ حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں اور جو سدھار کھے ہیں تم نے شکاری جانور یعنی شکاری کتے، شکار پر دوڑانے کے لئے کہ سکھاتے ہو تم ان کو وہ طریقہ جو سکھایا ہے تم کو اللہ نے، سو کھاؤ اس میں سے جو وہ پکڑ رکھیں تمہارے لئے اور لو نام اللہ کا اس پر اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ دیر نہیں کرتا حساب لینے میں۔ پس یہاں پر شکار کرنے کی اجازت ان ہی جانوروں کے لئے ہے جو حلال ہیں اور جن کو کھایا جاتا ہے۔ اسی طرح سورہ المائدہ کی آیت نمبر 96 میں بھی ان ہی آبی جانوروں کا شکار کرنے کی

اجازت دی جارہی ہے جو حلال ہیں فرمایا "اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِ" یعنی تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے تمہارے اور مسافروں کے کھانے کے لئے۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات ظاہر ہے کہ شکار کی اسی صورت میں اجازت ہے جب جانوروں سے گوشت حاصل کرنا مقصود ہو۔ جانوروں کو محض ان کی کھال، ہڈیاں، دانت اور دیگر اشیاء حاصل کرنے کے لئے شکار کرنا یاان کو مارنا جائز نہیں ہے کیونکہ جان آدمی کی ہو یا کسی بھی حیوان کی وہ محترم ہے اور اس کا لینا بغیر اللہ کے اذن کے ظلم اور قتل کے ذمرے میں آئے گا اور اللہ کا اذن حلال جانوروں کے بارے میں ان سے گوشت حاصل کرنا ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی جانور ضرررساں ہو جائے جیسے بعض جنگلی جانور، شیر وغیرہ آدم خوری شروع کردیتے ہیں یا کتے لوگوں کو کاٹنا شروع کردیں یا سانپ وغیرہ سے گزند پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں ان کا مارنا جائز ہو گا۔ اگر یہ جانور طبعی طور پر مر جائیں تو ان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی حکم ان باقی حشرات الارض کے بارے میں ہو گا جو انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہوں مثلاً بچھو، بھڑ اور فصلوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑے وغیرہ، ان کو تلف کرنا بھی اسی بنا پر جائز ہے۔

"شکاری رکھ (Game reserve) جسے عام طور پر تحفظ جنگلی حیات (Wildlife preserve) کا نام بھی دیا جاتا ہے ایک ایسے علاقے کو کہا جاتا ہے جہاں پر جنگلی جانور ایک محفوظ طریقے سے زندگی گزار سکیں۔ ایسے علاقوں میں جنگلی جانوروں کے شکار پر عموماً پابندی ہوتی ہے اور اگر اس کی اجازت دی بھی جاتی ہے تو اس کے لئے خاص قوانین اور ضابطے بنائے جاتے ہیں ۔لہٰذا ایسے علاقوں میں شکار کرنے کے لئے جو گیم ریزو مشتہر (Declare) کردیئے جائیں وہاں کے قوانین اور ضابطوں کا لحاظ اور احترام کرنا ضروری ہوتا ہے اور بغیر ان قوانین اور ضابطوں کا خیال کئے شکار کرنا جائز نہیں ہو گا۔"

9۔ حوالہ جات

الف۔ اردو تراجم اور تفاسیر

1۔ القرآن کریم اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس　2۔ البیان از جاوید احمد غامدی

3۔ تفسیر عثمانی معہ اضافات از مولانا محمد ولی رازی
4۔تدبر القرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ
5۔ تفسیر مظہری از قاضی محمد ثناءاللہؒ پانی پتی
6۔ تفسیر کمالین و جلالین ترجمہ و شرح مولانا محمد نعیم دیوبندی
7۔ تفسیر ابن کثیر ترجمہ خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی
8۔ تفسیر القرآن باالقرآن از عبداللہ چکڑالوی
9۔ تفسیر احسن الکلام از حافظ صلاح الدین، مولانا محمد عبدالجبار
10۔ تفہیم القرآن از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
11۔ تفسیر ضیاالقرآن از پیر محمد کرم شاہ
12۔ مطالب الفرقان از علامہ غلام احمد پرویز
13۔ معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ
14۔ قرآن آسان اردو از سید شبیر احمد
15 ۔قرآن کریم اردو ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری
16۔ لغات القرآن از علامہ غلام احمد پرویز

ب۔ انگریزی تراجم اور تفاسیر

1.The Glorious Quran by Abdullah Yousf Ali

2.Meanings of the Holy Qur'an by Marmaduke Pickthal

3.The Message of The Quran by Muhammad Asad

4.The Noble Quran by Dr Muhammad Mohsn Khan and Dr Taqi-ud-Din Al-Hilali

5.Color-code Arabic English Translation by Hafiz Khan

6.Quran - A Reformist Translation by Edip Yuksel, L.S. al-Shaiban & M.S.Nafeh

ج۔ کتابیات

1۔ میزان از جاوید احمد غامدی
2۔ حلال و حرام از محمد اکبر اللہ والے، مظفر گڑھ
3۔ حلال و حرام قرآن کی روشنی میں از یونس شہید
4۔ حلال و حرام از محمد حنیف
5۔ حلال و حرام از ڈاکٹر قمر الزماں
6۔ حلال و حرام از اورنگزیب یوسفزئی

7. The Ruminant Digestive System in Dairy Cattle. Created by BC Agriculture in the Classroom Foundation.

8. Ruminant Anatomy and Physiology by The University of Minnesota, Extension Deptt.

9. Rumen Microbiology and its role In Ruminant Nutrition by Russell,J. B. 2002.

10. Do rabbits chew their cud? by Jonathan Sarfati

11. Do Rabbits Really "Chew the Cud"? by Dr. Tommy Mitchell

12. Avian Digestive System by *Dr. Jacquie Jacob, University of Kentucky*

13. How Do Birds Eat? - Digestion Facts by Melissa Mayntz

14. Manual of Ornithology: Avian Structure and Function by Noble S. Proctor

15. Ornithology by Frank Gill

16.The Structure of the Fowl, Tom Grahame ed, Oliver and Boyd, Edinburgh, UK.

17. Metabolism: Nutrient Procurement and Processing, Study Book: Poultry Husbandry 1, DEC, USQ, Toowoomba, Australia.

18. Poultry Production, 12th Edition, Lea and Febiger, Philadelphia, USA.

19. Importance of pulmonary ventilation in respiratory control in the bullfrog by Am J Physiol

20. Skin, Gills, and Tracheal Systems." Boundless Biology Boundless, 26 May. 2016.

21. Fundamentals of aquatic toxicology: Methods and applications by Gary M.; Petrocelli, Sam R.

22. Respiratory System: Facts, Function and Diseases by Kim Ann Zimmermann